ماہنامہ
حنا
اپریل 2025ء
عید مبارک
سالگرہ نمبر
digest library.com
Documents

تم بہت خاص ہو

عائشہ وردان

Digest Novels Lovers Group

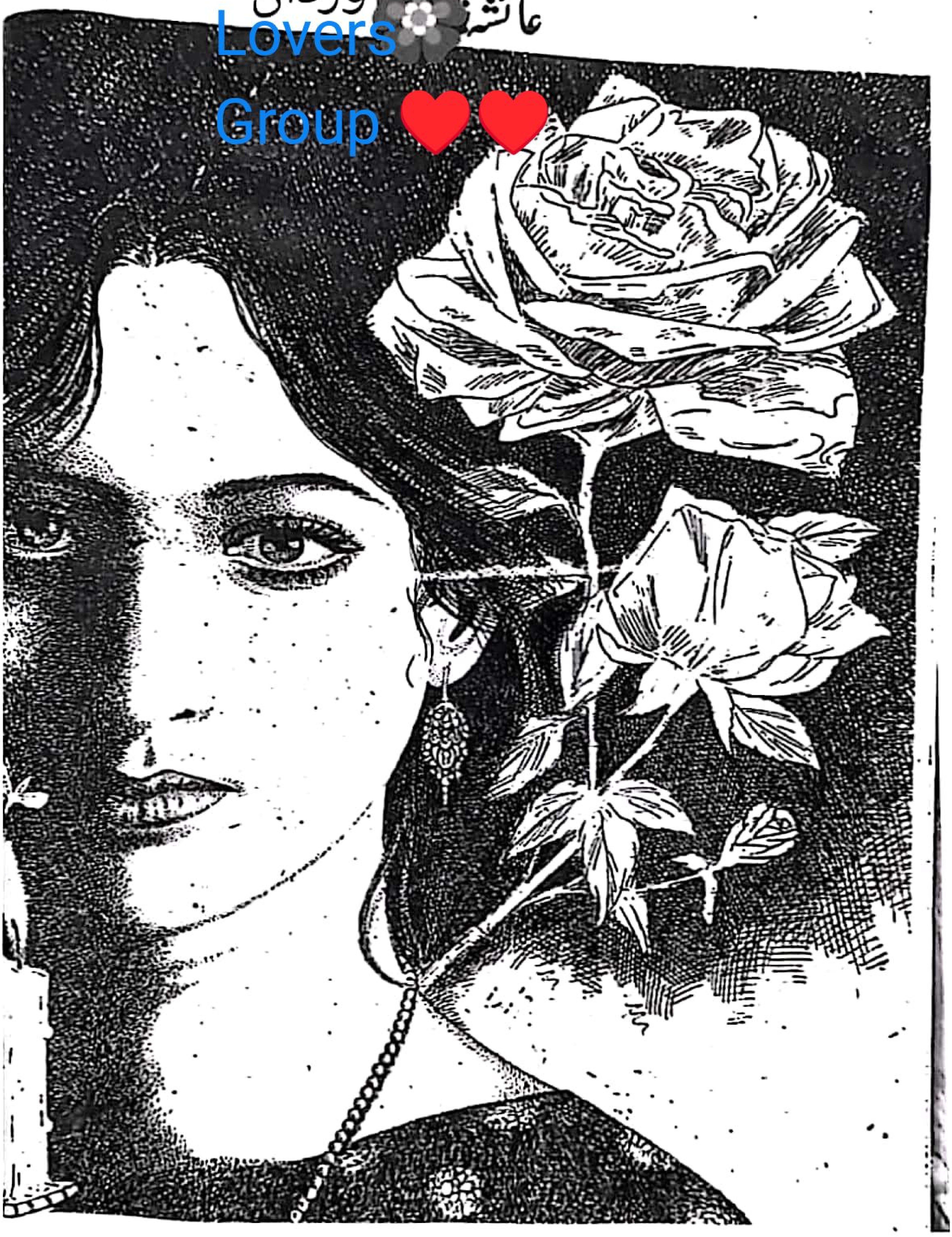

کالے رنگ کی لینڈ کروزر بحریہ ٹاؤن سے نکل کر پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف گامزن تھی۔ اس کے آگے لگا پرچم اور نمبر پلیٹ کسی اعزاز سے کم نہیں تھا مگر اس گاڑی میں بیٹھے نوجوان کے لئے یہ پروٹوکول ذمہ داری کے ساتھ آزمائش سے کم نہ تھی۔

برہان علی پہلی بار پنجاب اسمبلی میں ایم پی اے کی حیثیت سے الیکشن جیت کر آیا ہے۔ اس کو یہ سیٹ ورثہ میں نہیں ملی بلکہ یہ اس کی نو دس سال کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ آنکھیں بند کئے وہ کسی کے میسج یا کال کا منتظر تھا مگر شاید ابھی یہ انتظار ابھی لاحاصل ہے۔ برہان کا تعلق کسی سیاسی خاندان سے نہیں ہے بلکہ وہ اپر مڈل کلاس سے ہے جس کے والد پروفیسر اور والدہ بھی سکول کی پرنسپل ہیں، اس کے سیاسی سفر کا آغاز پنجاب یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنسز میں گریجویشن کے دوران ہوا تھا۔ یوتھ ونگ کا کارکن کی حیثیت سے آغاز کرنے والا یوتھ افیئرز اینڈ سپورٹس کی منسٹری کا قلمدان سنبھالنے جا رہا تھا۔

جیسے ہی اسمبلی کے احاطے میں گاڑی رکی، باوردی گارڈز نے اس کے لئے دروازہ کھولا۔ سفید کرتا شلوار اور سیاہ رنگ کے ویسٹ کوٹ کے ساتھ پشاوری چپل پہنے وہ بے شک بہت شاندار لگ رہا تھا، اس کی شخصیت میں جو چیز سب سے نمایاں تھی وہ اس کی پراعتماد مسکراہٹ تھی جو باقی ٹیپیکل سیاست دانوں سے منفرد تھی کیونکہ اس میں کوئی شاطراہ سوچ کا شائبہ نہ تھا، اسی لئے اس ایوان میں سالوں سے بیٹھے لوگ بھی برہان سے متاثر نظر آتے تھے۔

تقریب کے اختتام پر سارے میڈیا کی توجہ اسی کی جانب تھی۔ اس کو نوجوانوں کا نیا ہیرو قرار دیا جا رہا تھا۔ "برہان خان تم ہماری پارٹی کا

مکمل ناول

digest-library.com ❤️❤️

اثاثہ ہو یہ بات مت بھولنا اور کوشش کرنا جتنی تم کر سکتے ہو، باقی اللہ پر چھوڑ دینا۔ ہم یہاں نظام کی تبدیلی کا موٹو لے کر آئے ہیں اور تم میری پارٹی کے نوجوانوں میں سے ہو جن سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں مگر ایک بات یاد رکھنا، تبدیلی ایک دم سے ہو تو نظام درہم برہم ہو جاتا ہے مگر بتدریج اس کو لاگو کیا جائے تو ہی مضبوط اور پائیدار درخت کی مانند ہوتی ہے جس کی چھاؤں سے آنے والی نسلیں مستفید ہوتی ہیں۔" یہ الفاظ پارٹی چیئرمین کے تھے جو اس تاریک دور میں ایک امید تھے۔

جیسے ہی وہ تقریب سے فارغ ہوا، اس نے واپسی کی راہ لی۔ وہ یہ وقت اپنی فیملی کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا کہ کل سے باقاعدہ کام کا آغاز کرنا ہوگا۔ اس نے جیب سے اپنا موبائل نکالا اور لالہ کی 51 مسڈ کالز دیکھ کر اس کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"لالہ! پک اپ دا کال پلیز۔ یہ فون کیوں نہیں اٹھا رہی؟"

"صائم اکیڈمی چلیں۔" اس نے اپنے پی اے کو ہدایت دی۔ چند منٹوں بعد گاڑی دو منزلہ عمارت کے باہر رکی جس پر "خان اکیڈمی" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ وہ فوراً باہر نکلا اور باہر کھڑے لڑکے سے پوچھا "کیا ہوا ہے؟ سر کدھر ہیں اور گل لالہ میم؟"

"آج سر کی طبیعت خراب ہو گئی تھی کلاس لیتے ہوئے گر گئے تھے۔ میم کچھ سٹوڈنٹس کے ساتھ ہسپتال لے کر گئی ہیں۔" اس لڑکے نے تفصیل بتائی۔

"معلوم ہے کدھر لے کر گئے ہیں؟" یاسر نے پوچھا "سر آپ پلیز اندر بیٹھیں ابھی آپ کو یوں پبلک میں کھڑے ہونا سیف نہیں ہے۔"

اس نے وارن کیا مگر برہان کو ابھی صرف سر کی پریشانی تھی۔ وہ لڑکا اندر سے کوئی خبر لینے گیا تو چند لمحوں بعد اطلاع دی کہ سر کو بحریہ ہسپتال لے کر گئے ہیں۔ وہ بھاگ کر گاڑی میں بیٹھا اور مختلف نمبر ملانے لگا۔

"ہیلو! شاہ رخ کیا ہوا ہے؟ سر ٹھیک ہیں؟ تم ان کے پاس ہو نا؟" ڈاکٹر شاہ رخ (جو برہان کا بہترین دوست ہے) نے جیسے ہی کال اٹھائی، اس نے بہت سے سوال کر دیئے۔

"نہیں برہان، سر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، آجاؤ تم۔" دوسری جانب سے جواب آیا۔

"میں آرہا ہوں بس، سنو وہ ٹھیک ہے؟؟" اس نے آہستگی سے پوچھا۔

"نہیں یار، سارہ سے کہو آجائے وہ بہت اکیلی ہے اس وقت۔" شاہ رخ کا جواب سن کر برہان کے ہاتھ ایک لمحے کو کانپے مگر فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے اس نے اپنی بہن سارہ کا نمبر ملایا۔

✦✦✦

آج الیکشن کا دن:

"لالہ بیٹا ایک کپ چائے ہی پلا دو۔" پروفیسر قمر خان نے گل لالہ کو لاؤنج میں داخل ہوتے دیکھا اور فوراً فرمائش کر دی۔

"کیا ہے بابا! آج تو آپ ٹی وی سے ہی لگ کر بیٹھ گئے ہیں، نہیں جیتا آپ کا لاڈلا اور اگر جیت بھی گیا تو کون سا تیر مار لینا ہے۔ بھول جائیں آپ، بڑا آدمی بن گیا آپ کا فیورٹ اب نہیں پوچھتا کسی کو۔" وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"شرم کرو لڑکی! تم مجھے بھول سکتی ہو مگر برہان نہیں۔ میرا بچہ ہے وہ۔"

"اور میں کیا ہوں؟" لالہ نے برا مانا۔

"تم تو میری زندگی ہو بے وقوف۔ جاؤ اب جا کر چائے لے کر آؤ یا باپ کو باتوں پر ہی ٹالنا ہے۔"

وہ ہاتھ میں پکڑی کتاب صوفہ پر رکھ کر اٹھی۔

"ہمم! یہ بے وقوف جو آپ مجھے کہہ رہے ہیں ناں، یہ بھی اسی کا دیا لقب ہے۔" وہ کچن کی طرف جاتے ہوئے بڑبڑائی۔

"ویسے بابا یہ جو آپ نے مجھے فجر سے اب تک جگایا ہوا ہے، اس کا کیا ثواب مل رہا ہوگا؟ پہلے اتنی گرمی میں گھنٹوں لائن میں لگ کر ووٹ ڈالا پھر جب سے گھر آئے ہیں، ٹی وی کے آگے بیٹھے ہیں۔ مسٹر برہان کو تو اب تک معلوم ہو گیا ہو گا رزلٹ انہی سے پوچھ لیں، ایسے ہی ٹینشن ڈالی ہوئی ہے۔"

"ہار ہی گیا ہو گا آپ کا چہیتا جو ابھی تک کال نہیں آئی ورنہ تو وہ سانس بھی آپ کو بتا کر لیتا۔" (اس کی ہار کا سوچ کر دل لالہ کا بھی ڈوبا تھا)

وہ مسلسل بولتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئی۔ بابا نے اس کو اشارے سے خاموش رہنے کا کہا مگر اس نے دھیان نہ دیا اور چائے ان کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔

"اب پی لیجئے چائے، میں بتا رہی ہوں اب دوبارہ نہیں بنا کر دوں گی۔ رات کا یہ پہر ہو گیا مگر نتائج کا کوئی نام ونشان نہیں۔ مطلب اس وقت سب ہی کوششوں میں لگے ہوں گے رزلٹ ادھر ادھر کرنے، وہ بھی کہیں بیٹھے ہوں گے۔" قمر صاحب کے اشارے کے باوجود اس کی زبان کو بریک نہ لگی۔ وہ قمر صاحب کو گھنٹوں بٹھا کر برہان کیخلاف باتیں کر سکتی تھی مگر اس کو معلوم تھا کہ بابا کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

"سر پلیز ذرا سپیکر آن کیجئے گا۔" فون کی دوسری جانب سے برہان نے سر قمر سے کہا اور اس کی کوئی بات بھلا کیسے ٹال سکتے تھے۔

"تو مس گل لالہ! میں نہ تو اپنی ہار کو جیت میں بدلنے کی کسی بھی کوشش میں ہوں نہ ہی ایسا ارادہ ہے۔ جو بھی ہوگا اس کو فیس کرنا آتا ہے۔ میں مام ڈیڈ کے ساتھ ہی بیٹھا ہوں، سر کو بھی یہ ہی کہہ رہا کہ آپ لوگ آرام کریں، جیسے ہی معلوم ہوا، بتادوں گا۔"

لالہ کا چہرہ مارے خفت کے لال ہو گیا۔ وہ ایک خفا نظر بابا کی طرف ڈالتی "سوری" کہہ کر باہر چلی گئی۔

"کیا یار لڑکی کو ناراض کر دیا۔" ان کو لالہ کی آنکھوں کی خفگی اداس کر گئی۔

"سوری سر! مگر آپ پریشان نہ ہوں، ابھی غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا، آ جائے گی اندر آپ پتہ تو ہے۔ ویسے میں سوری کر لیتا ہوں، آپ بس دعا کریں۔ میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں، ابھی ذرا چیئرمین صاحب کو کال کر لوں۔" برہان نے ان کی تسلی کروائی۔ وہ جانتا تھا کہ لالہ کی اداسی سر قمر کو دکھ میں مبتلا کر دیتی ہے۔

لان میں وہ غصہ سے ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔ اصل غصہ اسے خود یہ تھا کہ اس وقت برہان کو ایسے نہیں کہنا چاہئے تھا۔ وہ پہلے ہی کتنی ٹینشن میں ہوگا۔ "مجھے کیوں اتنی پریشانی ہو رہی ہے، لالہ ریلیکس۔" اس نے خود کو ڈپٹا۔ آج دل نجانے کیوں بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔ کسی کو کیا معلوم دل تو اس کی کامیابی کے لئے ہی دعا گو ہے، بس یہ غصہ اور جھنجھلاہٹ تو خود کی خود سے لڑائی تھی۔

میسج ٹون پر اس نے جلدی سے وٹس آپ کھولا۔

”سوری! مس گل لالہ......“ برہان نے ہمیشہ کی طرح ایکسکیوز کرنے میں پہل کی۔ ایسا ہی ہوتا تھا کہ جب بھی لالہ اور اس کے بیچ کوئی بات ہوتی، برہان ہی اس کو منا لیتا تھا اور وہ بھی ایک جملہ یا میسیج سے۔

”Please remember me in your Prayers۔“ اس کے اگلے میسیج پڑھ کر لالہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ ان کا تعلق ایسا ہی تھا، انجان مگر شناسا سا...... بے نام مگر اپنا سا......

وہ وہیں گھاس پر بیٹھ گئی اور ماضی میں کھو گئی۔

✦✦✦

قمر صاحب کا تعلق پختون قبیلے سے تھا، وہ اپنی ٹین ایج میں ہی پشاور آ گئے تھے۔ وہاں سے میٹرک کرنے کے بعد انہوں نے لاہور کا رخ کیا اور تب سے یہیں رہائش اختیار کی ہوئی تھی۔ پنجاب یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنسز میں پی ایچ ڈی اور یوکے سے آئی آر میں Post Doc کے بعد وہ پنجاب یونیورسٹی میں بطور پروفیسر کام کر رہے تھے اور گھر کے ساتھ اکیڈمی بھی شروع کی ہوئی تھی۔

قمر خان جب لاہور میں زیر تعلیم تھے تو انہوں نے اپنی کزن گل مینہ سے شادی کر کے ان کو بھی اپنے ساتھ لاہور لے آئے۔ وہ نہایت خوبصورت اور ذہین تھیں، زندگی کے ہر محاذ پر اپنے شوہر کے ساتھ مضبوط ستون کی طرح کھڑی رہیں۔ لندن میں انگلش لٹریچر میں ماسٹرز کے دوران اللہ نے ان دونوں کو اپنی رحمت سے نوازا۔ گل لالہ جب دس سال کی تھی تو وہ لوگ واپس پاکستان آ گئے تھے۔ گل مینہ کی ہی چاہ پر ”خان اکیڈمی“ کا آغاز کیا۔ اس ٹائم بحریہ ٹاؤن میں کوئی اچھی اکیڈمی نہیں تھی، تو بہت جلدی خان اکیڈمی نے اپنا نام بنا لیا تھا۔ کہاں میٹرک سے لے کر CSS تک کی کلاسز ہوتی تھیں۔ دونوں میاں بیوی مل کر اس ادارے کو چلا رہے تھے مگر پانچ سال پہلے گل مینہ کے انتقال کے بعد قمر صاحب نے اپنی جاب سے ریٹائرمنٹ لے لی تھی اور اب وہ ہی اکیڈمی دیکھ رہے تھے۔

گل لالہ کو برہان سے اپنی پہلی ملاقات ابھی بھی یاد تھی۔ لندن سے واپس آ کر لالہ کا ایڈمیشن بحریہ سکول اینڈ کالج میں کروایا تھا، وہ انٹرنیشنل طرز کا جدید سکول تھا۔ وہیں پر لالہ کی دوستی سارہ سے ہوئی، وہ دونوں اس ٹائم بینچ پر بیٹھیں اپنا لنچ کر رہی تھیں کہ اچانک سامنے سے فٹ بال آ کر گری اور لالہ کا سارا لنچ زمین پر گر گیا۔ وہ غصے سے اٹھی ہی تھی کہ سامنے سے آتے لڑکے کو دیکھ کر سارہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو رکنے کا اشارہ کیا کیونکہ وہ لڑکا ہیڈ بوائے تھا۔

”سوری جونیئر۔“

"What do you mean by sorry. You have ruined my day, i will complain."

برٹش ایکسینٹ میں لالہ نے اس کو سنائیں اور ساتھ میں ڈرایا بھی کہ سکول کی ہیڈ اس کے کلاس فیلو کی وائف ہیں تو وہ ان کے پاس بھی جا سکتی ہے۔ اس لڑکے نے محض مسکرا کو اس کو دیکھا اور اپنی بال اٹھائی، پاس کھڑی سارہ کی پونی شرارت سے کھینچی اور گراؤنڈ کی طرف بھاگ گیا۔ ”بھائی ی ی ی!“ سارہ چیخی۔

لالہ نے غصے سے سارہ کو دیکھا ”یہ کیا ہے؟ کتنا اِل مینرڈ ہے۔“

”لالہ تم ہائپر کیوں ہو جاتی ہو؟ بھائی نے سوری بولا تو ہے۔“ سارہ نے بھائی کا دفاع کیا۔

digest library.com

اب تک اس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ لالہ بہت جذباتی سی ہے۔

"یہ تمہارے بھائی ہیں؟"

"ہاں نہ برہان بھائی۔ اولیول میں ہیں۔ پورے سکول کی موسٹ فیمس پرسنیلٹی ہیں۔" سارہ اپنے بھائی سے بہت متاثر تھی۔

"ہمم! آئی ڈونٹ کیئر۔" لالہ نے ناک چڑھا کر بولا۔ یہ تھی لالہ اور برہان کی پہلی ملاقات...... اور اگلی ملاقات کے بعد تو اس کو یاد تھا کہ سارہ سے بھی لڑائی ہو گئی تھی۔ قمر صاحب کے ہی دوست جن کی وائف لالہ کے سکول کی ہیڈ تھیں، کے گھر دعوت تھی۔ شمس صاحب اور میڈم فاطمہ بہت پیار اور اپنائیت سے ملے تھے۔

"فاطمہ بچوں کو بلائیں، گل لالہ بور ہو رہی ہے۔" شمس صاحب نے اسے اکیلے بیٹھے دیکھ کر کہا اور ساتھ ہی بچوں کو آواز دی۔

سامنے سے آتے برہان اور سارہ کو دیکھ کر اس کو شاک لگا کیونکہ سارہ نے کبھی نہیں بتایا تھا کہ وہ میم کی بیٹی ہے۔

سارہ اس سے والہانہ انداز میں ملی مگر وہ منہ پھلائے بیٹھی رہی۔

"اچھا نہ سوری۔ موم اور بھائی کو نہیں پسند کہ سکول میں ہم بتاتے پھریں کہ میم فاطمہ ہماری موم ہیں۔ پلیز ناراض نہ ہو۔" سارہ اپنی پیاری سی دوست کو منانے میں مصروف تھی اور دوسری طرف برہان اور بابا کی گپ شپ ہو رہی تھی۔

"تو بیٹا O-levels کے بعد کیا ارادہ ہے؟" قمر صاحب نے پوچھا۔

"انکل مجھے CSS کرنا ہے۔"

"واہ ماشاء اللہ۔" اور یہیں سے بابا اور اس کی دوستی کا آغاز ہوا۔

وقت اپنی رفتار سے گزر رہا تھا۔ برہان نے O-levels کے بعد A-levels میں بھی ڈسٹنکشنز لیں اور پھر پنجاب یونیورسٹی میں پولیٹیکل سائنسز میں ایڈمیشن لے لیا اور ساتھ ساتھ وہ سی ایس ایس کی بھی تیاری کر رہا تھا اور خان اکیڈمی میں اولیول کی کلاسز بھی لیتا تھا۔

دونوں خاندان ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے، سارہ اور لالہ کو تو لوگ بہنیں ہی سمجھتے تھے۔ بس برہان اور لالہ کے درمیان کبھی دوستانہ تعلقات نہ ہو سکے۔ وہ آج بھی اس کی ہٹ لسٹ پر تھا کیونکہ بابا کا زیادہ ہی لاڈلا تھا وہ اور لالہ کو اپنے بابا کی شراکت داری کہاں قبول تھی۔ وہ اکثر اس کا برملا اظہار بھی کرتی تھی جس کے جواب میں سامنے سے بس ایک مسکراہٹ تھی جو کہ مزید غصہ کا باعث بنتی تھی۔

❖❖❖

لالہ اور سارہ A-levels کے امتحانات سر پر تھے اور لالہ کو لگ رہا تھا کہ اس کی کوئی تیاری نہیں ہے۔ تبھی قمر صاحب نے اس کو برہان سے مدد لینے اور اکیڈمی جوائن کرنے کا مشورہ دیا۔

"لالہ بیٹا! میں برہان سے کہہ دوں گا وہ آپ کو اور سارہ کو اکیڈمی کے بعد ایکسٹرا ٹائم پڑھا دیا کرے گا۔"

"نہیں بابا! کیا یار میں اکیڈمی جا کر ایکسٹرا کلاسز لوں گی تو سب کیا کہیں گے کہ میم سر کی اپنی بیٹی اتنی نالائق ہے۔ اور وہ بھی مسٹر برہان سے اور ہی اوور ہو جائے گا، خود کو ویسے ہی شہزادہ سلیم سمجھتا ہے۔" آج بہت دن کے بعد اس کو برہان کے خلاف بولنے کا موقع ملا تھا۔

"لالہ۔" بابا نے اسے ٹوکا۔

"سچ کہہ رہی ہوں بابا، آپ ذرا نظر رکھیں

اس پر، کل A-levels کی بینش مجھ سے کہہ رہی تھی کہ لالہ پلیز سر برہان کا نمبر دے دو۔ میں کیا اس کی اسسٹنٹ ہوں، ہمم۔'' اس نے منہ بنایا۔

''لالہ بیٹا! بی ہیو۔'' انہوں نے تنبیہ کی۔ ''وہ آپ سے بڑا ہے اور اب آئندہ میں ایسے بولتے نہ سنوں۔'' ان کے غصے سے کہنے پر لالہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کیونکہ بابا کبھی بھی اس پر غصہ نہیں ہوتے تھے مگر آج برہان کی وجہ سے اس کو ڈانٹا۔

''ارے برہان بیٹا! تم ابھی یہیں کھڑے ہو؟ قمر کہاں ہے؟ ان کو بلا لو، آج اکٹھے کھانا کھاتے ہیں۔'' گل مینہ کی آواز پر ان دونوں نے چونک کر دیکھا۔ قمر صاحب نے ملامتی نظروں سے لالہ کو دیکھا تو وہ شکایتی نگاہ دونوں پر ڈالتی ہوئی کمرے سے چلی گئی۔

''سوری برہان! وہ بس لالہ بھی کبھی ایسے کر جاتی ہے، بولتی ہے تو پھر آس پاس کا خیال نہیں رکھتی۔ بیٹی ہے میری، ڈر لگتا ہے یار یہ دنیا بہت سخت دل ہے، کسی کی چھوٹی سی بھی غلطی نہیں معاف کرتی۔'' برہان نے صوفے پر ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بہت احترام سے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

''سر آپ کیوں شرمندہ ہو رہے ہیں، ابھی بچی ہے، جب پریکٹیکل لائف میں آئے گی تو خود سنبھل جائے گی۔'' اور ہمیشہ کی طرح آج بھی اس نے لالہ کی باتوں کا برا نہیں منایا۔

مگر لالہ نے ڈانٹ کا بدلہ بینش کو اس کا نمبر سینڈ کر کے لیا۔ مگر اس کو نہیں پتہ تھا کہ غصے اور جذبات میں جو حرکت اس نے کی ہے، اس کے نتائج کیا ہوں گے۔

''I need to talk'' لالہ کو میسج موصول ہوا۔

اس نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ پہلے ہی اس دن سے وہ برہان سے خفا تھی کہ اگر ہی گیا تھا تو اندر آ جاتا، چھپ کر بات سننے کی کیا ضرورت تھی۔

وہ اپنے ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی کہ جب وہ سامنے صوفے پر آ کر بیٹھا۔

''میں نے میسج کیا تھا۔''

''میں بزی تھی دیکھا نہیں۔'' اس نے خود کو مصروف ظاہر کیا۔

''میم! آپ دیکھ چکی ہیں۔'' آگے سے جواب آیا۔

''تو۔'' لالہ نے غصے سے کہا۔

''تو مس لالہ! میرا نمبر آپ نے بینش کو دیا ہے؟ وجہ پوچھ سکتا ہوں؟'' لہجہ دھیما مگر سخت تھا۔

''اس نے مجھ سے مانگا تھا، کیوں کیا غلط کیا؟'' لالہ نے اپنے لہجے کو سرسری بنا کر معصومیت سے پوچھا۔

''آئندہ آپ میرا نمبر کسی کو نہیں دو گی۔ اور مجھ سے پوچھے بغیر تو کبھی نہیں، انڈرسٹینڈ!''

وہ بہت سختی سے کہہ کر باہر چلا گیا۔

شام کو ہی لالہ کو اس کے غصے کی وجہ معلوم ہو گئی۔ جب مما نے اسے بتایا کہ آج اکیڈمی میں بڑا مسئلہ ہو گیا تھا۔ بینش کے بھائی آ گئے تھے کہ اس کو اکیڈمی کا کوئی لڑکا میسجز پر تنگ کر رہا ہے۔ برہان کا نام لیا اس نے جب برہان نے اپنا موبائل اس کے بھائی کو دکھایا کہ میں نہیں بینش اس کو کالز اور میسجز کرتی ہے تو اس کے بھائی دھمکیاں دینے لگے، سب سٹاف نے برہان کی ہی فیور کی کہ یہ بچہ ایسا نہیں ہے تو معاملہ رفع دفع ہوا۔ پھر بینش کو بھی سمجھایا تو بات

ختم ہوئی۔

"پتہ لالہ برہان بہت اپ سیٹ تھا، مجھے کہتا کہ میم میری وجہ سے آپ کو ان لوگوں کی اتنی باتیں سننی پڑیں۔" گل مینہ نے پورے دن کی روداد سنائی۔

"قمر مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہماری اکیڈمی کی اتنی سخت پالیسی ہے کہ کوئی بھی سٹاف کا نمبر شیئر نہیں کرے گا اور سٹاف سے کنٹیکٹ کے لئے پورٹل ہی استعمال ہوگا تو پھر کیسے برہان کا نمبر لیک ہوا۔" گل مینہ کے لہجے میں تشویش تھی کیونکہ بات ان کے ادارے کی ساکھ کی تھی۔

ان کی بات کے جواب میں قمر صاحب نے ملامتی نظروں سے لالہ کو دیکھا۔

"کیا معلوم کیسے؟" اور لالہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

کمرے میں واپس آ کر کافی دیر خود کو ملامت کرتی رہی، اس کے جذباتی پن کی وجہ سے برہان کے کریکٹر پہ بات آئی تھی اور لالہ سے بہتر اس کے کردار کی مضبوطی کا کون گواہ تھا۔ اور یہ بھی طے تھا کہ یقیناً اسی نے بابا کو لالہ کو کچھ بھی کہنے سے منع کیا ہوگا۔

"مجھے ایکسکیوز کرنا چاہیے، مگر کیا کہوں گی؟" اسی کشمکش میں اس نے برہان کا نمبر ڈائل کیا۔ تیسری بیل پر ریسیو کر لیا گیا۔

"ہیلو! خیریت گل لالہ اس وقت سر اور میم ٹھیک تو ہیں ناں؟" برہان نے اس سے پوچھا۔ وہ اپنی انگلیاں مروڑتی رہی۔

"کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ آپ؟"

"نہیں کچھ بھی نہیں!" لالہ کے حلق سے ٹوٹ کے الفاظ نکلے۔ چند لمحے کے لئے خاموشی رہی۔

"تو مس گل لالہ! آپ آرام سے سو جائیں، کوئی ایشو نہیں ہے مجھے سمجھ آ گئی کہ آپ نے کیوں کال کی تھی۔" برہان نے مسکرا کر فون بند کر دیا کیونکہ وہ لالہ کو مزید مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہ شاید طے تھا کہ لالہ کبھی برہان سے ایکسکیوز نہیں کرے گی اور وہ ایسا چاہتا بھی نہیں تھا۔

+++

A-levels کے امتحانات کے دوران گل مینہ کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی، چکر آنے کی وجہ سے وہ گر کر بے ہوش ہو گئی تھیں۔ فوراً طبی امداد کے لئے ان کو بحریہ ہسپتال لے کر گئے، ان کو انڈر آبزرویشن رکھا گیا تھا۔ اگلے دن لالہ کا پیپر تھا تو قمر صاحب نے اس کو سارہ کی طرف بھجوا دیا۔ ٹیسٹ رزلٹ کے بعد جو خبر ان کی منتظر تھی اس نے گویا ان کی دنیا ہی ہلا دی تھی۔ "سوری قمر صاحب آپ کے لئے اچھی خبر نہیں ہے، مسز قمر کو تھرڈ سٹیج برین ٹیومر ہے، ساٹھ فیصد برین افیکٹڈ ہے، ہمیں جلد از جلد سرجری کرنی پڑے گی مگر اس میں بھی چانس کم ہی ہوگا۔" ڈاکٹر نے ان کو تفصیل سے آگاہ کیا۔

"ٹھیک ہے آپ سرجری کی تیاری کریں، ہم اپنی پوری کوشش کریں گے، باقی اللہ کی مرضی۔" گل مینہ ان کی بیوی ہی نہیں، ان کی دوست، ان کی ساتھی اور سب سے بڑھ کر ان کی طاقت تھیں۔

"برہان! بیٹا تم اب گھر جاؤ، کل پیپر کے بعد لالہ کو ادھر لے آنا اور ہو سکے تو اس کو بتا دینا، مجھ میں ہمت نہیں۔" ان کے لہجہ میں بے بسی کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

"جی سر، میں جاتا ہوں، بس شاہ رخ اور یاسر آ رہے ہیں وہ آپ کے پاس ہی رہیں گے۔ سر آپ نے اپنی فیملی کو انفارم کرنا ہے تو بتا

digest.library.com

دیں۔" برہان مسلسل ان کے ساتھ ہی تھا۔

"کس کو کروں، سب تو ختم ہو گیا، ان قبائلیوں کی جنگ میں کوئی رہا یا نہیں کیا معلوم، آپا کو کال کر دیتا ہوں، وہ بھی کہاں آ پائیں گی۔" (قمر صاحب نے اپنی بہن جو شادی کے بعد کینیڈا میں مقیم تھیں)

دوسری جانب سارہ کے کمرے میں بیٹھی لالہ پریشان تھی، مما بابا کے علاوہ اس نے کون سا رشتہ دیکھا تھا۔

"سارہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، مما ٹھیک ہوں گی ناں۔"

"تم پریشان نہ ہو، آنٹی ٹھیک ہو جائیں گی دیکھنا۔ بھائی نے کہا ہے کہ کل پیپر کے بعد لے جائیں گے تو تم دیکھ لینا آنٹی کو۔" سارہ نے اسی تسلی دی۔ اسی دوران دروازے پر ناک ہوا۔

"اے بھائی آپ۔" برہان اندر داخل ہوا۔ لالہ خاموشی سے کتابوں پر نظریں جمائے بیٹھی رہی۔

"ہاں یہ میں دہی بھلے لایا تھا کہ پڑھتے ہوئے آپ دونوں کو بھوک لگتی ہے تو چلو جاؤ شاباش باؤلز لے آؤ، مل کر کھاتے ہیں۔" برہان نے سارہ کو جانے کا اشارہ کیا، اس کے جانے کے بعد وہ لالہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"گل! ٹھیک ہو آپ۔"

اس نے بس ایک نظر برہان کو دیکھا اور اس ایک نظر میں کیا نہیں تھا، خوف، تنہائی، کرب، کچھ کھو دینے کا ڈر......

"آپ ابھی پڑھائی پر دھیان دو، میم ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ کل آخری پیپر ہے بس اس کی تیاری کرو اور اگر لگتا ہے کہ نہیں ہو پائے گا تو اللہ پر چھوڑ دو۔ چلو آپ لوگ کھاؤ اور نماز پڑھو، اس وقت دعاؤں کی ضرورت ہے، سب اچھا ہو گا، صبح ملتے ہیں۔" سارہ ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔ "بھائی آپ نہیں کھائیں گے؟"

"نہیں، میں بس آرام کروں گا۔" وہ جانے لگا تو پیچھے سے آواز آئی۔

"برہان"...... اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ اپنی انگلیوں کو مروڑتے ہوئے خود کو کچھ بولنے کے لئے آمادہ کر رہی تھی مگر ہمیشہ کی طرح برہان نے اس کی مشکل آسان کر دی۔

"سو مس گل لالہ ریلیکس۔" وہ مسکراتا ہوا اپنے کمرے سے نکلا۔

تو پھر یہ بھی طے ہوا کہ گل لالہ برہان کو کبھی شکریہ بھی نہیں کہے گی اور اس کو ضرورت بھی نہیں ہے۔

اگلا دن ان سب کے لئے بہت مشکل تھا۔ ڈاکٹرز جلد از جلد سرجری کرنا چاہتے تھے۔ لالہ جب سے آئی تھی، اپنی ماں کا ہاتھ پکڑے بیٹھی تھی۔ برہان نے یہاں آنے سے پہلے ساری تفصیل بتا دی تھی۔

"لالہ! میرے بچے پریشان نہ ہو، اب سب تم نے ہی سنبھالنا ہے۔ اپنے بابا کا خیال رکھنا اور میری اکیڈمی کا بھی، وہ میری دوسری اولاد ہے۔" وہ بہت غور سے اس کو دیکھ رہی تھیں جیسے ایک ایک نقش اپنی یادداشت میں جذب کر رہی ہوں۔

"مورے نہیں نہ پلیز۔" لالہ نے مضبوطی سے ان کا ہاتھ پکڑا۔

"قمر، برہان آپ لوگ میری خواہش یاد رکھئے گا ہمیشہ۔" انہوں نے بہت امید سے برہان کی جانب دیکھا۔

کچھ دیر بعد سرجری کے لئے لے جایا گیا مگر اس کے دوران ہی ان کا بی پی اتنا لو ہو گیا کر

وہ زندگی کی بازی ہی ہار گئیں۔ لالہ نے خود کو بہت مضبوط کر لیا تھا مگر آج بھی وہ گل مینہ کو یاد کر اکیلے میں بہت روتی تھی۔ وہ اور بابا گھنٹوں گل مینہ کو یاد کرتے تھے۔

اس حادثے کے بعد لالہ انٹری ٹیسٹ پاس نہ کر سکی، اس نے گورنمنٹ کالج میں بی ایس بائیوٹیکنالوجی میں داخلہ لے لیا اور ساتھ ساتھ اکیڈمی بھی دیکھنے لگی تھی جبکہ سارہ کا ملتان نشتر میڈیکل کالج میں داخلہ ہو گیا تھا۔ وہ آج کل ملتان میں تھی۔

وہی بات برہان کی تو دوران تعلیم ہی اس نے ایک سیاسی پارٹی جوائن کر لی تھی۔ پہلے پہل وہ سٹوڈنٹ یونین کا ممبر بنا مگر اپنی محنت سے وہ جلد قیادت کی نظروں میں آ گیا۔ پارٹی لیڈرز کو اس سے خاص انسیت تھی، انہی کے کہنے پر برہان نے باقاعدہ اپنے سیاسی سفر کا آغاز کیا تھا اور اس بار اس کو لاہور کے حلقے کا ٹکٹ دیا گیا تھا۔ وہ نوجوانوں کا آئیڈیل تھا، سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا ہر جگہ اس کے چرچے ہوتے تھے۔ جلسے میں جب اس کی تقریر ہوتی، ہر شخص خاموشی سے اس کو سنتا تھا۔ اس کی سب سے بڑی خوبی اس کی وہی خاموش مسکراہٹ تھی۔ جب بھی کوئی صحافی اس سے تیکھے سوال کرتے تو وہ غصہ کرنے کی بجائے مسکرا کر بات ٹال دیتا یا جواب دے دیتا۔ اور لالہ کو آج بھی یہ بات چڑاتی تھی کہ آخر اس شخص کو غصہ کیوں نہیں آتا۔

✦✦✦

ماضی میں کھوئے لالہ کو ٹائم گزرنے کا اندازہ ہی نہیں ہوا تھا، فضا میں خنکی کا احساس ہوا تو وہ اندر کی جانب بڑھی مگر موبائل بجنے پر اس کے قدم رکے۔ برہان کا نام دیکھ کر اس کا دل بہت زور سے دھڑکا، اس نے فوراً کال اٹھائی۔

"لالہ، میں جیت گیا۔" لالہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ وہ دل ہی دل میں رب کی شکرگزار ہوئی۔ چند لمحوں دونوں کے بیچ خاموشی رہی۔

"برہان! آپ خوش ہیں" لالہ نے اس خاموشی کو توڑا۔

"ہاں جی بہت! لالہ تھینک یو۔" برہان کی آواز میں خوشی محسوس کی جا سکتی تھی۔

"کس لئے؟"

اس کا دل آج کچھ سننے کا متمنی تھا، برہان شاید بول دے آج تو، مگر۔

"صبح سے جاگنے کے لئے اور بار بار سر کو چائے بنا کر دینے کے لئے، اگر غصہ کم ہو گیا ہے تو اندر جا کر ایک کپ اور بنا دو وہ انتظار کر رہے ہیں۔" برہان کی ہنستی ہوئی آواز آئی اور جواب سن کر لالہ نے غصے سے فون بند کر دیا۔ شوخا! ہنہ۔

اگلے دن بابا نے پوری اکیڈمی کو برہان کی جیت کی خوشی میں ٹریٹ دی۔

"میم لالہ! آپ بھی تو مٹھائی کھائیں ناں؟" ایک لڑکی نے لالہ کو خاموش سائیڈ پر بیٹھا دیکھا تو پوچھ لیا مگر اس کی خونخوار نظریں دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

"یار برہان! سر جب اکیڈمی آئیں گے تو دیکھنا میں ان کے ساتھ پکس لوں گی۔ انسٹا پر لگا کر اپنی کالج فرینڈز کو دکھاؤں گی، ان کو لگتا ہے کہ میں جھوٹ بولتی ہوں کہ برہان سر میرے ٹیچر، دیکھنا کتنے لائیکس آئیں گے۔" ایف ایس سی کی کلاس کی بچیوں کی بات سن کر لالہ کو شدید غصہ آیا۔ آہ! یہ آج کل کے بچے ان کی دنیا سوشل میڈیا تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ بس لائیکس چاہیے ان کو، برہان نہ ہو گیا

digest library.com

کوئی سلیبرٹی ہو گیا۔ لالہ کو نجانے کس بات پر غصہ تھا، شاید کل رات والی بات پر، یا اس کی غیر حاضری پر یا پھر لالہ کو ڈر تھا کہ یہ پروٹوکول، یہ چکا چوند اس کو بدل نہ جائے۔ صبح بابا سے بھی اس کی بحث ہوئی تھی کہ وہ مٹھائیاں بانٹ رہے ہیں مگر وہ موصوف خود آنا تو کجا، ایک پیس مٹھائی کا بھی نہیں بھیجا۔

✧✧✧

زندگی اپنی روٹین میں رواں دواں تھی، لالہ اپنا پورا ٹائم اکیڈمی کو دے رہی تھی، برہان اپنی سیاسی سرگرمیوں میں مصروف تھا۔ الیکشن کے بعد نہ اس کا چکر لگا نہ ہی کوئی میسج آیا مگر آج کل ہر ٹی وی چینل پر ضرور نظر آ جاتا تھا۔ اس کی شخصیت اور اندازِ گفتگو ہر کسی کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا تھا۔ بہت کم عرصے میں وہ ملک کے مشہور سیاست دانوں میں شامل ہو گیا تھا۔ خاص کر نوجوان اس کے ہر انداز سے بہت متاثر تھے۔ اس کے بیٹھنے کا انداز، گفتگو حتیٰ کہ اس کے کپڑے بھی ٹرینڈ بن جاتے تھے۔

وہ ابھی اکیڈمی سے گھر آئی تھی کہ بابا کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لالہ! بھئی مبارک ہو! اپنے برہان کو یوتھ افیئرز کا منسٹر بنانے پر غور کیا جا رہا ہے۔"

"چلو جی! پہلے ہی لوگ کم کریزی تھے اس کے لئے، اب یوتھ کو بھی لگا دو پیچھے۔" وہ منہ منہ میں بڑبڑائی۔

"کیا کہہ رہی ہو؟" بابا کے پوچھنے پر اس نے ان کو ٹالا۔

"نہیں، کچھ نہیں! کھانا بنا لوں جلدی سے، بھوک لگ رہی ہے۔"

"نہیں، تم فریش ہو کر آ جاؤ، کھانا باہر سے آرڈر کر دیا تھا، بس جلدی کر لو ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

"بابا آج پھر اس اناؤنسمنٹ کے بعد اپنے شہزادے کے اعزاز میں دعوت عام کا ارادہ ہے کیا؟" لالہ نے طنز کیا۔

"نہیں، آج اس شہزادے کی آمد کی خوشی میں دعوت ہے، اور امید ہے کہ آپ مس گل لالہ! اس میں شرکت کر کے ہمیں شکر گزار کریں گی۔" قمر صاحب کی بجائے کسی اور جانب سے جواب آیا۔ اتنے دن بعد یہ آواز سنائی دی تھی، لالہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی اور وہ بے اختیار اس کو دیکھے گئی۔ سفید شلوار سوٹ میں اس کی شخصیت بہت نمایاں ہو رہی تھی، چہرے پر پھیلی مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک، آج لالہ کو بہت بھلی لگ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد بابا کی آواز اسے واپس لائی۔

"کیا ہوا لالہ! تم ابھی بیٹھی ہو، جاؤ جلدی سے منہ ہاتھ دھو آؤ، پھر برہان کو بھی بلا لینا تب، بس تھوڑے ٹائم کے لیے آیا ہے یہ بچہ، اب بہت مصروف ہو گیا ہے۔" ان کے لہجے میں برہان کے لئے پیار کے ساتھ ساتھ عزت بھی تھی۔

لالہ اپنی بدحواسی پر خود کو ملامت کرتی ہوئی کمرے سے نکلی۔ چند منٹوں کے بعد اس کی واپسی پر کھانے کی میز پر بیٹھے برہان نے بہت غور سے دیکھا، سیاہ لباس کے ساتھ میرون سکارف ہلکا سا سر پر ٹکائے وہ بہت گریس فل لگ رہی تھی۔ وہ اپنی سیٹ پر خاموشی سے بیٹھ کر کھانا کھا رہی تھی، بظاہر برہان بابا سے باتوں میں مصروف تھا مگر اس کی نظریں لالہ کا حصار کئے ہوئے تھیں۔ اور لالہ اس کی نظروں سے بہت کنفیوژ ہو رہی تھی۔

"چلیں سر اجازت دیں، کل صبح پارلیمنٹ

کے اجلاس کی بھی تیاری کرنی ہے۔" برہان نے اٹھتے ہوئے اجازت چاہی۔

"ہاں بیٹا جاؤ، اللہ کی امان میں۔"

جاتے جاتے اس نے لالہ کی طرف دیکھا اور خدا حافظ کہہ کر باہر چلا گیا۔

لالہ کھانے کے برتن سمیٹ رہی تھی کہ اس کا میسیج آیا۔

"تھینک یو! مس گل لالہ!"

"کس لئے؟" اس نے مسکرا کر جواب لکھا۔ آج برہان کی نظروں میں جو لالہ کے لئے جذبہ تھا اس نے اس کو انجانی خوشی دی تھی۔ ابھی بھی وہ اس کی جانب سے کسی بات کی توقع کر رہی تھی۔

"شہزادے کی دعوت قبول کرنے کے لئے۔" اگلا میسیج پڑھ کر اس کا دل کیا کہ کاش وہ اس شہزادے کی خود پسندی پر ہاتھ میں موجود برتن دے مارے۔

دوسری جانب برہان اس کی غصہ والی شکل سوچ کر مسکرایا۔ آج اتنے دن بعد اس کو دیکھ کر جو سکون اور خوشی محسوس ہوئی تھی، وہ ناقابل بیان تھی۔

✦✦✦

جیسے ہی گاڑی بحریہ ہسپتال کے سامنے رکی، وہ گاڑی سے نیچے اترا۔ اس کا رخ ایمرجنسی وارڈ کی طرف تھا۔ کانوں سے فون لگائے وہ سارہ کی کال اٹھانے کا انتظار کر رہا تھا۔

"ہیلو بھائی! خیریت، آپ اس وقت کال کر رہے ہیں، ماما بتا رہی تھیں کہ آپ پارٹی میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں۔" سارہ نے پریشانی سے پوچھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو اس کی واٹس ایپ پر ماما سے بات ہو رہی تھی۔

"سارہ کیا تم لاہور آسکتی ہو؟"

"کیا ہوا بھائی؟ میں ابھی لاسٹ ویک اینڈ پر تو آئی تھی۔"

اس کی ہاؤس جاب چل رہی تھی وہ اسی وجہ سے بہت مصروف تھی۔

"نہیں یار، سر قمر کو اٹیک ہوا ہے، وہ اکیلی ہے، اس کو تمہاری ضرورت ہے۔ پلیز کوشش کرو۔" برہان نے اس کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

"اوہ بھائی! لالہ ٹھیک ہے ناں؟ میں کوشش کرتی ہوں صبح تک پہنچنے کی۔" سامنے ہی اس کو لالہ نظر آگئی تو اس نے فون کاٹ دیا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"لالہ، سر کیسے ہیں؟ آپ ٹھیک ہو؟ ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے ایک نظر لالہ کو دیکھا جو اس وقت بہت بے حال نظر آ رہی تھی۔ اس حالت میں اس کو دیکھ کر برہان کا دل اداس ہو گیا تھا۔ اس کی بات سن کر وہ بینچ پر سے اٹھ کر اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"میں نے کتنی کالز کیں آپ کو، مگر نہیں، آپ تو مصروف ہوتے ہیں۔ معلوم ہے نہ آپ کو ان کے لئے آپ کتنے خاص ہو، اس ٹائم میرے سے زیادہ بابا کو آپ کی ضرورت ہے مگر آپ تو ہمیں بھول گئے ہو۔ اکیلا کر دیا ہے، ڈر گئی تھی۔" اس لہجے میں بہت اداسی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کو تسلی دیتا، سامنے سے آتے ڈاکٹر شاہ رخ نے اسے متوجہ کیا۔

"کیسے ہو برہان؟"

"میں ٹھیک ہوں۔ سر کا بتاؤ ٹھیک ہیں ناں۔"

"الحمدللہ! سر اب سٹیبل ہیں۔ کچھ ٹائم ان کو ICU میں ہی رکھیں گے۔ لالہ بچہ پریشان نہ ہو، ابھی تھوڑی دیر میں آپ مل لینا سر

سے۔" اس نے پیار سے لالہ کا سر تھپتھپایا اور برہان کو اشارے سے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔

شاہ رخ اور برہان سکول فیلوز تھے اور خان اکیڈمی میں بھی ساتھ تھے۔ دونوں کی فیلڈز اگرچہ الگ تھیں مگر ان کی دوستی مثالی تھی۔

شاہ رخ کے ساتھ ہی وہ اس کے آفس چلا آیا۔

"ہاں یار سب ٹھیک ہے ناں؟"

"برہان اچھی خبر نہیں ہے۔ ابھی تو سر سٹیبل ہیں مگر ہمیں سرجری کی طرف جانا ہو گا، وہ بھی جتنا جلدی ہو سکے۔ اگر تم کوئی سیکنڈ اوپینین لینا چاہئے ہو تو دیکھ لو۔ ہمارے پینل کے مطابق تو انجیو پلاسٹی ہی آپشن ہے۔" اس نے برہان کو تفصیلاً بتایا۔

"لالہ کو معلوم ہے؟" برہان کو اس وقت سب سے زیادہ گل لالہ کی پریشانی تھی۔

"نہیں، تم سارہ سے کہو آ جائے، وہ ہی لالہ کو سمجھا سکتی ہے، جلد ہی ڈیسائیڈ کرنا ہو گا۔"

"وہ صبح تک آ جائے گی۔ شاہ رخ اماؤنٹ بتاؤ کتنی چاہئے؟ صبح میرا پی اے جمع کرا دے گا۔"

"اپنی بکواس بند کریں، سر میرے بھی کچھ کچھ لگتے ہیں۔ ابھی کے لئے ہو گیا ہے، باقی بعد میں دیکھ لیں گے۔" وہ بولتے بولتے لالہ کو دیکھ کر چپ ہوا۔ اس کے تاثرات سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ان کی گفتگو کا کافی حصہ سن چکی ہے۔

"بھائی یہ بابا کا کارڈ ہے پلیز آپ سب ڈیوز اس سے ادا کریں گے، پن میں آپ کو میسج کر رہی ہوں۔ اور ایک بات اور مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں، آپ سرجری کا ٹائم لے لیں پلیز۔" اس کی آواز میں نمی صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔ وہ ایک تفصیلی نظر برہان پر ڈالتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

"یار۔" شاہ رخ شرمندگی میں کچھ کہہ بھی نہ پایا۔

"تیری پھولن دیوی ناراض ہو گئی، خیر نہیں آپ نہیں آپ کی منسٹر صاحب۔" برہان کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے مسکراہٹ آئی مگر فوراً سنجیدگی سے شاہ رخ کو سر قمر کی فنانس پوزیشن سے آگاہ کیا۔

"سر نے ساری سیونگز اکیڈمی کی renovation میں لگا دی تھی، صبح سر کے اکاؤنٹ میں پیسے آ جائیں گے مگر لالہ کو نہ پتہ لگے، میں اس کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔"

"ہاں پریشان نہ ہو، اللہ مالک ہے۔ اور لالہ کو دیکھ لے، صبح سے کچھ نہیں کھایا ہوا، اور تم بھی اپنا خیال رکھو۔ پبلک پلیس پر اتنی دیر رہنا ٹھیک نہیں۔"

"ہم، بس نکلتا ہوں، امام کو بھیجتا ہوں، ابھی اس کے پاس گیا تو میری خیر نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلا، سامنے ہی کوریڈور میں وہ کھڑی تھی، برہان اس کے پاس رکا۔

"لالہ اپنا خیال رکھنا، بس امام آتی ہوں گی اور کھانا کھا لینا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا، کوئی بھی بات ہو، مجھے کال کر لینا۔" وہ ایک نظر ڈالتا باہر نکل گیا۔

اگلے دو دن وہ ہسپتال نہ جا سکا مگر مسلسل شاہ رخ سے رابطے میں رہا۔ قمر صاحب کی سرجری ہو گئی تھی مگر ابھی بھی ان کی طبیعت سٹیبل نہیں تھی۔ برہان بہت پریشان تھا۔ ایک طرف اس کو سر اور لالہ کی پریشانی تھی تو دوسری جانب وہ یوتھ پروگرام کو لانچ کرنے کی تیاریوں میں لگا ہوا تھا۔ وہ اپنی سیاسی پوزیشن کا صحیح استعمال کرنا چاہتا تھا جس کے لئے اسے اپنی پارٹی لیڈر کی

بھرپور حمایت حاصل تھی۔ وہ صوبے کے ہر ضلع میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ادارے کھولنا چاہتا تھا کہ کم پڑھے لکھے لوگ بھی کوئی مہارت حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ نا صرف یونیورسٹیوں بلکہ مدارس کے طالب علموں کے لئے ایکسچینج پروگرام بھی اس پروجیکٹ کا حصہ تھا اور سب سے اہم کام جو تھا وہ سب سے مشکل کام تھا کہ لڑکیوں کی آٹھویں جماعت تک لازمی تعلیم قرار دینا، اس کو لے کر نا صرف سیاسی، سماجی مخالفت کا سامنا تھا بلکہ سب سے زیادہ مذہبی حلقوں کی طرف سے اس کے خلاف ردعمل کا خدشہ تھا۔ وہ کل ہونے والے اجلاس کے لئے نوٹس بنا رہا تھا۔ پاس پڑا موبائل بجنے پر بغیر دیکھے کال اٹھائی تو لالہ کی آواز سنائی دی۔

"برہان، آپ جلدی یہاں آ سکتے ہو، بابا آپ کو بلا رہے ہیں۔" اس کی آواز سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ روتی رہی ہے۔

"او کے میں آتا ہوں۔" وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ کال بند کر کے اس نے گارڈ کو گاڑی تیار کرنے کا فون پر کہا۔ فریش ہونے کے لئے قدم بڑھائے ہی تھے کہ دروازے پر ناک ہوا اور ماما کو دیکھ کر وہ وہیں رک گیا۔

"ماما آپ، خیریت، مجھے بلا لیتیں۔"

"لالہ کی کال آئی بیٹا۔" انہوں نے بیڈ پر اس کو پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی، سر نے بلایا ہے وہیں جانے کے لئے تیار ہونے لگا تھا۔"

"میں اور سارہ بھی چلیں گے ساتھ۔"

"خیر ہے ماما؟" اس کو تشویش ہوئی۔

"بیٹھو ادھر، قمر بھائی اور ہم چاہتے ہیں کہ لالہ اور تمہارا فوراً نکاح کر دیں۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" ان کی بات سن کر وہ ایک لمحہ کو چپ ہو گیا۔ اس نے یہ سب ایسے تو نہیں سوچا تھا، وہ تو اس کو مان اور عزت کے ساتھ شامل کرنا چاہتا تھا، اس سب صورت حال میں تو وہ خود ترسی کا شکار ہو جائے گی۔ اسے یاد تھا کہ گل مینہ نے بھی اسی قسم کی خواہش کا اظہار کیا تھا مگر زندگی نے مہلت نہیں دی۔ اس کو آخری لمحوں میں ان سے کیا وعدہ آج بھی یاد تھا اور آج اتنے سال بعد سر قمر کی طرف سے بھی ایسی ہی خواہش کی گئی تھی اور اس بار وہ کسی جانے والے کا مان رکھنا چاہتا تھا۔ اس کی لمبی خاموشی سے ماما نجانے کیا سمجھیں۔

"کیا ہوا برہان! کیا سوچنے لگے، اگر بیٹا تمہیں اعتراض ہے تو ہم کچھ سوچ لیتے ہیں، کیا تمہاری کہیں اور کمٹمنٹ......؟"

"ماما کیا ہو گیا ہے آپ کو، اس کے علاوہ کسی کو سوچا تک نہیں میں نے۔" اس نے ماں کو بے یقینی سے دیکھا۔ بالآخر برہان نے اپنے دل کی بات کو اپنی عزیز ترین ہستی کے سامنے عیاں کر دیا۔

"اچھا تو پھر ریڈی ہو جاؤ جلدی، میں اور سارہ کچھ انتظام کر لیں، دیکھتی ہوں کوئی نیا سوٹ نکال لیتی ہوں لالہ کے لئے جو بھی ہے خوشی کا کام ہے قمر بھائی کو بھی اچھا لگے گا۔ کچھ اور بھی منگوا لیتی یا بعد میں دیکھتے ہیں تمہارے ڈیڈ بس ہسپتال ہی آ رہے ہیں قاضی کو لے کر۔" اس کا جواب سن کر وہ خوشی خوشی پلاننگ کرتی کمرے سے چلی گئیں۔

"یہ مائیں بھی ناں بہت جذباتی ہوتی ہیں۔" برہان سر جھٹکتا واش روم کی جانب مڑا۔

✧✧✧

"بھائی پھول تو لے لیں، کوئی گجرے وغیرہ۔" سارہ کی نظر سامنے فلاور شاپ پر

digestlibrary.com

پڑی۔

"آخر تو بارات لے کر جا رہے ہیں۔ لالہ کو گجرے پسند بھی بہت ہیں، ابھی ہماری دوست کی شادی پر لالہ نے اس کے لئے اسی دکان سے موتیے کا زیور بنوایا تھا۔ اس کو اچھا لگے گا۔"

"بیٹا جی! ابھی اس کو کچھ نہیں معلوم، اس کا پتہ نہیں کیا ری ایکشن ہوگا، یہ نہ ہو کہ وہ ہی پھول میری قبر پر ڈالنے پڑ جائیں۔" برہان نے ہنستے ہوئے کہا مگر دل میں اس کے رویہ کو لے کر پریشان بھی تھا۔

"برہان! بیٹا اچھا اچھا بولو، اللہ تم دونوں کو سلامت رکھے، اس نئے رشتہ میں خیر و برکت ہو۔" مام نے اس کو ٹوکا۔

ہسپتال پہنچ کر وہ لوگ قمر صاحب کے کمرے میں گئے تو برہان کو دیکھ کر قمر صاحب نے پرسکون سانس لی۔ لالہ اور برہان ان کے پاس ہی تھے۔

"آ گیا میرا منسٹر بیٹا۔" انہوں نے محبت سے اس کو اپنے پاس بلایا۔ بیڈ پر ساتھ بیٹھی لالہ برہان کے لئے جگہ بنانے کے لئے اٹھنے لگی تو انہوں نے اس کو ہاتھ پکڑ کر واپس بٹھایا اور برہان کے لئے دوسری جانب جگہ بنائی۔

"برہان! تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کیوں بلایا ہے؟ کیا تم میری یہ خواہش پوری کرو گے، لالہ سے نکاح کر لو۔" ان کی آواز میں کپکپاہٹ صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔ جہاں برہان نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو تسلی دی وہیں لالہ ان کو خالی نظروں سے دیکھے گئی۔ ایسے تو اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کا باپ اتنا مجبور ہو جائے گا، وہ تو بہت مان سے برہان کا ساتھ چاہتی تھی۔ کیا اپنے کیریئر کے آغاز پر برہان اس کو اپنائے گا، یا وہ صرف بابا کی بیماری کی وجہ سے یہ فیصلہ لینے پر مجبور ہوا ہے۔

"لالہ! مانو گی ناں میری بات؟" انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے التجا کی اور لالہ نے خاموشی سے سر ہلا کر گردن جھکا لی۔ وہ بابا کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی تھی۔ آج ہی تو وہ سنبھلے تھے اور کتنے پرسکون دکھائی دے رہے تھے۔

کبھی کبھی ہمیں اپنے سے جڑے رشتوں کے لئے اپنی عزتِ نفس کو بند کر کے کہیں چھپا دینا چاہئے، تبھی بہت سے فیصلے لینا آسان ہو جاتا ہے، اور لالہ بھی اس وقت یہ ہی کر رہی تھی۔ برہان نے اس کی خاموشی کو بخوبی محسوس کیا، وہ جو ذرا سی بات پر ہائپر ہو جاتی تھی، آج بالکل چپ تھی۔

"جاؤ سارہ لالہ کو شاہ رخ کے کمرے میں لے جاؤ اور ہلکا پھلکا تیار کر دو، خوشی کا موقع ہے بھائی صاحب، ابھی جلدی جلدی میں یہ جوڑا ہی لا سکی مگر ان شاء اللہ آپ ٹھیک ہو جائیں پھر سب ارمان پورے کریں گے۔" میم فاطمہ نے سارہ کو اس کو لے کر جانے کا اشارہ کیا۔

"یار سارہ اس سب کی کیا ضرورت ہے، ایسے ہی ٹھیک ہے، پلیز۔" سارہ جو اس کی لپ سٹک گہری کر رہی تھی، اس کا ہاتھ سائیڈ پر کرتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"ارے لیڈیز یہ کیا اچھے خاصے ڈاکٹر کے کمرے کو آپ لوگوں نے میک اپ روم ہی بنا دیا۔" شاہ رخ اپنی ٹیبل پر پھیلے میک اپ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"اچھا، آپ لوگ جلدی کریں، انکل آ گئے ہیں پھر برہان کو بھی جانا ہے، اس کی میٹنگ ہے۔" شاہ رخ نے ان کو بتایا۔

"بس سارہ میں جا رہی ہوں۔" لالہ سر پر

دوپٹہ اوڑھتی باہر نکل گئی۔ سارہ جلدی جلدی چیزیں سمیٹنے لگی۔

''سارہ!'' شاہ رخ نے اس کو پکارا۔

''جی۔'' اس نے سامان پیک کرتے بے دھیانی میں جواب دیا۔

''کتنی رہ گئی ہاؤس جاب؟ کیا یہاں لاہور میں آ کر نہیں ہو سکتی؟''

''جی ی ی ی۔'' اس نے چونک کر شاہ رخ کو دیکھا۔

''امی بابا کو بھیجنا چاہتا ہوں۔'' سارہ بس اس کو دیکھے گی۔ وہ کافی وقت سے اس کی نگاہوں میں چھپے پیغام سے ناواقف نہ تھی۔ اس کا دل بہت تیز رفتار میں دھڑک رہا تھا۔

''تین ماہ رہ گئے ہیں۔'' اس کی آواز بمشکل حلق سے نکلی۔ وہ قدم بڑھاتا اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ کم کر گیا۔

''تو بھیج دوں؟'' اس نے اس کے جھکے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا۔

''جیسے آپ کی مرضی۔'' اس نے اپنا رخ موڑا۔

''ادھر میری طرف دیکھ کر جواب دو۔ خوش ہو؟''

''پلیز شاہ۔'' اس کو لگا اس کا دل آج پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔ لرزتی پلکوں کے ساتھ اس نے ایک لمحے کو شاہ رخ کو دیکھا۔

''تھینک یو!'' شاہ رخ کو اپنا جواب مل گیا تھا۔ اچانک دروازہ کھلنے پر دونوں نے اپنے قدم پیچھے کئے۔ آنے والی نرس نے ان کو نکاح شروع ہونے کی اطلاع دی۔

''چلیں محترمہ! ویسے کیا خیال ہے مولوی صاحب تو آئے ہی ہوئے ہیں۔'' آج شاہ رخ کسی اور ہی موڈ میں تھا۔

''آپ چپ کر کے چل سکتے ہیں، مجھے ابھی لالہ کی فکر ہو رہی ہے، پتہ نہیں کیا چل رہا ہے اس کے دماغ میں۔'' لالہ کی خاموشی سب کو تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔

''پریشان نہ ہو، اس کے لئے تمہارا بھائی ہے، سنبھال لے گا۔'' شاہ رخ نے اس کو تسلی دی۔

+++

نکاح کے بعد قمر صاحب نے گل لالہ اور برہان کو اپنے پاس بلایا اور دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیا، کب سے رکے آنسو بالآخر لالہ کی آنکھوں سے ٹپک گئے۔

''نہیں بیٹا! روتے نہیں ہیں، دیکھو قمر بھائی پریشان ہو رہے ہیں۔'' میم فاطمہ نے پیار سے اس کو سنبھالا۔

''تھینک یو بیٹا!'' قمر صاحب نے آنسو پونچھتے ہوئے برہان کو گلے لگایا۔

''نہیں سر! شکریہ مجھے اپنی سب سے قیمتی شے سونپنے کے لئے۔'' اس نے آہستہ سے جواب دیا۔

برہان نے سارہ کو لالہ کو باہر لے کر جانے کا کہا۔ وہ اکیلے میں اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ سارہ لالہ کو شاہ رخ کے روم میں لے آئی، دوسری طرف برہان کو چیف منسٹر کے پی اے کی کال آئی تو اس کو میٹنگ کے لئے فوری نکلنا پڑا۔

''سارہ کیا ہے اب تو یہ سب اتارنے دو، چینج کرنا ہے مجھے۔ بچوں کی طرح کر رہے ہو تم سب، آتا جاتا سٹاف مجھے عجیب نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ اور شاہ بھائی کو دیکھو، ایسے مٹھائی بانٹ رہے ہیں جیسے ان کا اپنا بھی نکاح آج ہی ہوا ہے۔'' لالہ جو کب سے سب کی بات مان رہی تھی، آخر کار بول پڑی۔

"نہیں بہن! ہماری ایسی قسمت کہاں کہ آدھے گھنٹے میں نکاح ہو جائے، ابھی تو لمبا انتظار کرنا ہے۔ ہاں مگر رشتہ پکا سمجھو۔" اندر آتے شاہ رخ نے گہری نظروں سے سارہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

لالہ نے اس کی باتوں پر سارہ کا کنفیوژ ہونا نوٹس کیا اور اٹھ کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"کیا؟" سارہ نے خود پر مرکوز نظروں سے چڑ کر بولا۔

شاہ رخ مزے سے اپنی کرسی پر بیٹھا دونوں دوستوں کی باتیں سن رہا تھا۔

"یہ تو آپ مجھے بتائیں گی کہ کیا، کیا چل رہا ہے؟ اتنا لال ٹماٹر کیوں بنی ہوئی ہو؟" لالہ نے پیار سے اپنی دوست کو دیکھا جس کے چہرے کے رنگ کچھ اور ہی داستان سنا رہے تھے۔

"اپنے بھائی سے ہی پوچھو، سکون نہیں آ رہا ان کو۔ ابھی باہر نرسز مجھے دیکھ کر کھسر پھسر کر رہی تھیں اور جو ان کی اسسٹنٹ ہے ایسے دیکھتی ہے جیسے ابھی کچا چبا جائے گی۔" اس نے خفگی سے شاہ رخ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے تپے انداز پر لالہ اور شاہ رخ کا قہقہہ گونجا۔

"سچ میں بھائی! میں بہت خوش ہوں، آپ دونوں کے لئے۔" لالہ نے سارہ کو گلے لگاتے ہوئے سامنے بیٹھے شاہ رخ کو thumbs up کیا۔

اور وہ دونوں لالہ کو خوش دیکھ کر مسکرا دیئے۔ آج کتنے دن کے بعد وہ مسکرائی تھی۔

"اچھا اب میں فریش ہونے جا رہی ہوں، بہت ہو گیا۔"

"پلیز لالہ تھوڑا انتظار کر لو، بھائی آتے ہوں گے۔ ان کو اچھا لگے گا پلیز۔" سارہ نے بہت مان سے اس کو کہا۔

لالہ اس کی بات پر انگلیاں چٹخانے لگی، دل اس نئے رشتے کے حوالے سے پرزور سے دھڑکا۔

"شاہ! آپ پلیز بھائی سے پوچھیں کہاں رہ گئے۔" سارہ نے کہا وہ چاہتی تھی کہ ایک بار یہ دونوں آپس میں بات کر لیں۔

شاہ رخ نے برہان کا ریپلائی پڑھ کر مایوسی سے سارہ کو دیکھا۔

"لالہ وہ برہان کو میٹنگ کی کال آ گئی تھی تو اس کو جانا پڑا۔"

اس کے چہرے پر ایک لمحے کو تلخ سی مسکراہٹ آئی اور وہ فوراً خود کو سنبھالتی واش روم کی طرف بڑھی۔

"اٹس اوکے، میں ریلیکس ہونا چاہتی ہوں۔" برہان خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔

"تو مسٹر برہان، آج آپ کے رویے سے [illegible] کیا [illegible] اپنے استاد کی محبت میں قربانی دی ہے یا پھر...... میری ماما سے کیا وعدہ نبھایا ہے بس؟ میں جو ہم دونوں کے بیچ ایک تعلق محسوس کرتی تھی وہ میری بھول تھی۔"

وہ بار بار اپنا موبائل دیکھ رہی تھی۔ برہان کی لاتعلقی، اس کا یوں چلے جانا لالہ کو بہت رلا رہا تھا۔ وہ رات کے اس پہر اکیلی بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

دوسری جانب برہان کا آج کا دن بہت مصروف تھا، ہسپتال سے وہ میٹنگ کرنے چلا گیا۔ اس کے بعد اس کی یوتھ پروگرام کو لے کر کچھ لوگوں سے ملاقات تھی۔ اب رات کے اس پہر وہ اپنے دفتر سے نکلا تھا۔ ایک لمحے کو اس کا دل کیا کہ وہ ہسپتال چلا جائے اور لالہ سے مل لے۔ رشتہ بدلہ تو احساسات بھی بدلے تھے،

digestlibrary.com

دل اس کی ایک جھلک دیکھنے کو مچل رہا تھا مگر پھر اسی کے آرام کا سوچ کر برہان نے اپنی خواہش کو جھٹک دیا۔ آج کا دن ویسے ہی بہت مصروف تھا۔ گھر پہنچنے کے بعد بیڈ پر لیٹتے ہی وہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

❖❖❖

اگلے دو تین دن وہ ہسپتال نہیں جا سکا، اس کی سیاسی مصروفیات دن بدن بڑھتی جا رہی تھیں۔ آج بھی وہ گورنر ہاؤس میں دیئے جانے والے ظہرانے میں شرکت کے لئے آیا تھا۔ گورنر ہاؤس کا لان اس وقت بہت سے لوگوں سے بھرا ہوا تھا جن میں بیرون ملک سے آئے سیاسی وفود، سیاسی قیادت، پارلیمنٹیرینز کی فیملیز کے ساتھ ساتھ سماجی اور شوبز کی شخصیات بھی شامل تھیں۔ برہان کو اس محفل میں ہاتھوں ہاتھ لیا جا رہا تھا، بہت سے سیاسی خاندانوں کی نظریں اس پر تھیں مگر وہ اس سب سے بے نیاز تھا۔

علی لغاری تو باقاعدہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنی فیملی ٹیبل پر لے آئے۔

''شانزے بیٹا! یہ برہان ہیں، یوتھ منسٹر، بہت ہی ambitious جوان ہیں۔'' انہوں نے اپنی امریکہ پلٹ بیٹی سے تعارف کروایا جو جلد ہی سیاست میں شمولیت اختیار کرنے والی تھی۔

''ارے بابا ان کو کون نہیں جانتا، سوشل میڈیا سینسیشن ہیں یہ تو۔'' اس نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور وہاں سے ایکسکیوز کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ اس طرح سے سب کی نظروں کا مرکز بننے سے اکتا رہا تھا۔ وہ بس یہاں سے نکل کر اپنی بیوی سے ملنے جانا چاہتا تھا، وہ اس کو دیکھنا چاہتا تھا، برہان کو کسی سیاسی خاندان کی بہن بیٹی سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ اس کے دل کی ملکہ بس ایک تھی جو اب اس کی محرم تھی۔

وہ قدرے سائیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔ جیب سے موبائل نکالا ہی تھا کہ اپنے پیچھے سے آنے والی آواز پر وہ مڑا۔

''ہیلو مسٹر برہان! نائس ٹو سی یو آفٹر سو لانگ۔''

''جی؟'' اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''بھول گئے آپ کی ایکس سٹوڈنٹ ہوں میں۔'' اس نے بہت ادا سے بال جھٹک کر کہا۔

برہان کو چند لمحے ہی لگے تھے اس کو پہچاننے میں، وہ بینش تھی، اس کا وہی بے باک انداز تھا جو آج سے چند سال پہلے تھا۔ وہ ایک مشہور ماڈل تھی اور اس طرح کی محفلوں میں اس کی موجودگی بہت اہمیت رکھتی تھی۔ مگر برہان نے اس پر دوسری نظر بھی ڈالنا ضروری نہیں سمجھا۔ اس کی وجہ سے ہی برہان نے لالہ کو ڈانٹا تھا اور اس کا اپنا کردار بھی مشکوک ہو گیا تھا۔

''سوری مجھے یاد نہیں۔'' وہ واپس پلٹا۔

''اور یئلی مسٹر برہان!'' بینش کی آواز میں موجود چیلنج صاف محسوس کیا جا سکتا تھا، وہ اس کو جواب دینے کی غرض سے پلٹا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

''یس! آئی ایم۔'' ان دونوں کو اس طرح آمنے سامنے دیکھ کر بہت سے کیمروں نے اس منظر کو قید کیا مگر برہان کو اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا جبکہ بینش ایک بار پھر اپنی انسلٹ پر تلملا کر رہ گئی مگر اس بار وہ جانتی تھی کہ اس کو کیا کرنا ہے۔

❖❖❖

برہان اور بینش کی تصویریں ہر نیوز چینل، اخبار، سوشل میڈیا کی زینت بنی ہوئی تھیں، اور بینش کی ذو معنی ٹوئیٹس اور انسٹا سٹوری جلتی پر

تیل کا کام کر رہی تھی۔ آج کل کا دور ہی ایسا ہے، آدھی ادھوری بات کو بنا تصدیق کے خبر بنا دیا جاتا ہے، ریٹنگ اور لائیکس کی ریس میں کسی کے کردار، خاندان کے بارے میں نہیں سوچا جاتا کہ ایک نامکمل بات کس طرح تباہی پھیلا سکتی ہے۔

لالہ کو بھی جب یہ سب معلوم ہوا تو وہ بے شک جانتی تھی کہ بینش نے اپنا پرانا بدلہ لیا ہے مگر وہ پھر بھی برہان کے ردعمل کی منتظر تھی کہ وہ ان سب کا منہ بند کروا دے گا مگر دوسری جانب سے مکمل خاموشی تھی۔ بھلے وہ دنیا کو کچھ نہ کہے مگر لالہ کو تو اعتماد میں لے کر اس سے تو شیئر کرے۔

وہ تو اس سب منظر نامے سے ایسے گم ہوا تھا، اس کا ویژن اس کا مقصد تھا اور وہ کوئی جدی پشتی روایتی سیاست دان نہیں تھا جو اس طرح کی کونٹروورسیز میں پڑتا۔ اس کو ایک دھن سوار تھی کہ ابھی جو موقع ملا ہے اس سے فائدہ اٹھائے اور کچھ کر سکے۔ اسی وجہ سے اس نے خاموشی اختیار کی ہوئی تھی اور بس اپنے پروجیکٹ پر کام کرنے میں لگا ہوا تھا۔

❖❖❖

''صائم ہسپتال چلیں۔'' جیسے ہی وہ میٹنگ سے فارغ ہوا، اس نے اپنے پی اے کو بولا۔ آج نکاح کو تقریباً ایک ہفتہ ہو گیا تھا، وہ تب سے وہاں نہیں جا سکا تھا۔ لالہ کو دیکھنے اور ملنے کی خوشی جو اس کے دل کو محسوس ہو رہی تھی، وہ ناقابل بیان تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ لالہ اس کی غیر حاضری پر اس سے بدگمان ہو چکی تھی۔ وہ اس وقت سیاہ شلوار سوٹ کے ساتھ براؤن پشاوری چپل پہنے بہت شاندار لگ رہا تھا۔

''السلام علیکم سر!'' اس نے بیڈ پر ان کے پاس بیٹھتے ہوئے ان سے پوچھا۔ ''اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟''

''ٹھیک ہوں بیٹا! ویسے یار اب تو سر نہ کہا کرو بابا بولا کرو۔'' قمر صاحب نے پیار سے اس کا ہاتھ تھپتھپایا۔ وہ جانتے تھے کہ اتنے دن کی غیر حاضری پر وہ شرمندہ ہو گا۔

''سوری بابا میں آ نہیں سکا، آج کل بہت مصروفیت رہی۔'' بظاہر ان سے بات کرتے ہوئے اس نے اپنی بیوی کو دیکھا جو اس وقت برہان کو اگنور کئے لیپ ٹاپ پر کسی کام میں مصروف دکھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

''مجھے معلوم ہے بیٹا، بس بچے تم نے ثابت قدم رہنا ہے، تم نے مشکل راستہ چنا ہے، اب پیچھے نہ ہٹنا، اس کو میری آخری نصیحت سمجھو۔''

''بابا پلیز۔'' لالہ نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھتے ہوئے ان کو ٹوکا۔ آج بابا صبح سے ہی بہت عجیب باتیں کر رہے تھے جن سے لالہ کو بہت خوف محسوس ہو رہا تھا۔ برہان نے بھی ان کی بات پر پریشان ہو کر اس کو دیکھا جواب خاموشی سے بیٹھی اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ وہ اس وقت نیلے رنگ کے لباس پر زرد سکارف جس پر اردو شاعری تحریر تھی، اوڑھے ہوئے تھی۔ اس کی اپنی رنگت بھی دوپٹے کی ہم رنگ تھی۔ اس کا اداس چہرہ برہان کے دل کو بھی اداس کر رہا تھا۔

''لالہ، اٹھو بیٹا، برہان کے لئے کچھ کھانے کا بندوبست کرو۔ لالہ جب شوہر آتا ہے تو اپنا کام چھوڑ کر پہلے اس سے سلام کرتے ہیں۔'' انہوں نے شفقت سے بیٹی کو سمجھایا۔

''نہیں نہیں بابا! میں ابھی لنچ کر کے آیا ہوں، بابا ایک بات پوچھنی تھی آپ سے اگر اجازت دیں تو میں لالہ سے پانچ منٹ بات کر سکتا ہوں؟'' برہان نے بہت ادب سے ان سے اجازت لی۔ لالہ جو اس کے لئے گلاس میں

جوس ڈال رہی تھی، پلٹ کر دیکھا اور اشارے سے قمر صاحب کو منع کرنے کا کہنے لگی جس کو انہوں نے بہت آرام سے نظر انداز کر دیا۔

''بیٹا، پوچھنے کی کیا بات ہے، جاؤ لالہ، بیشک برہان اس کو کہیں باہر لے جاؤ، اتنے دن سے اِدھر ہی ہے میرے پاس، تھوڑا فریش ہو جائے گی، میں بھی اب آرام کروں گا، بس جاتے جاتے لائٹ بند کرتے جانا۔'' قمر صاحب خود بھی چاہتے تھے کہ وہ دونوں ساتھ وقت گزاریں اسی لئے لالہ کو کوئی بہانہ بنانے کا موقع دیئے بغیر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئے۔

''پلیز مسز لالہ۔'' لالہ جو بابا کی جلد بازی پر حیران تھی۔ برہان کے پکارنے پر غصے سے اس کی جانب دیکھتی باہر کی جانب بڑھی۔

''مجھے معلوم ہے لالہ آپ ابھی باہر نہیں جاؤ گی اس کو اکیلا چھوڑ کر۔ ایسا کرتے ہیں کینٹے چلتے یار رکو میں شاہ رخ سے پوچھتا ہوں وہ کدھر ہے۔'' ساتھ ہی اس نے شاہ رخ کا نمبر ملایا۔

''کدھر ہو؟''

''چل ٹھیک ہے میں تیرے روم میں جا رہا ہوں، لالہ بھی ساتھ ہے، جب فری ہو جاؤ تو کال کر دینا۔'' آگے سے اس کے جواب پر برہان کا قہقہہ بلند ہوا۔

لالہ سمجھ سکتی تھی کہ شاہ رخ نے یقیناً کوئی شرارتی بات کی ہوگی۔

''چلیے۔'' برہان کے کہنے پر وہ چپ چاپ اس کے آگے چلنے لگی۔ روم میں آ کر بھی وہ خاموشی سے صوفہ پر بیٹھ گئی۔ پانچ منٹ تک دونوں کے بیچ خاموشی رہی۔

''لالہ۔'' برہان کے پکارنے پر بھی وہ نظریں نیچے کیے بیٹھی رہی۔

''کل لالہ آر یو آل رائٹ؟ میں نے سوچا کینٹے میں آپ ایزی نہیں ہوں گی، ہم آرام سے بات نہیں کر پائیں گے۔''

''نہیں مسٹر برہان، آپ کو یہ نہیں تھا کہ وہاں آرام سے بات نہیں ہو سکے گی بلکہ آپ کو یہ ڈر تھا کہ مجھے آپ کے ساتھ دیکھ کر کسی کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ میں بیوی ہوں آپ کی۔'' وہ جو کب سے چپ تھی، یکدم پھٹ پڑی۔

''سیریسلی لالہ! میں کیوں ایسا سوچوں گا؟'' برہان کو واقعی شاک لگا تھا۔

''کیوں کہ آپ نے محض اپنے استاد پر احسان کیا ہے یہ رشتہ آپ کے لئے پرابلم ہے تبھی آپ نے بینش والے مسئلے پر کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ چاہتے تو میڈیا کے سامنے ہمارا رشتہ لا سکتے تھے مگر آپ نے کسی کو کوئی کلیریفکیشن نہیں دی تو میں کیا سمجھوں؟ برہان آپ خود بتائیں بینش ہر جگہ آپ کو اپنی گرل فرینڈ ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہے تو کبھی کہیں آپ کی کسی سیاسی خاندان سے جڑنے کی خبریں آ رہی ہیں، میں تو کہاں سٹینڈ کرتی ہوں اس سب میں؟ آج آپ کو اتنے دن بعد خیال آ گیا میرا بہت شکریہ، جیسا چل رہا ہے چلنے دیں۔ میں شاید اس سب کا حصہ نہیں بن سکتی۔ اسی لئے مجھے ڈر لگتا تھا آپ کے اس فیلڈ میں آنے سے۔'' لالہ کو خود بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے، اس کے آدھے ادھورے جملوں سے اس کی ذہنی کشمکش کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

''کل آپ مجھ پر شک کر رہی ہو۔'' برہان نے جھنجھلا کر پوچھا۔ وہ ہرگز بھی لالہ سے بات کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

''نہیں میں شک نہیں کر رہی، مگر آپ مجھ سے تو کہہ سکتے تھے نہ مجھے تو بتا سکتے تھے، مجھے اب یہ ہی لگ رہا ہے برہان کہ بینش والے

سکینڈل پر آپ کی شہرت میں مزید اضافہ ہو رہا ہے اور میرے سے رشتہ آپ کو کوئی سیاسی فائدہ نہیں دے سکتا۔" اس نے سختی سے اپنے آنسو صاف کئے۔

"Now you are exagerating۔" برہان کے لہجہ میں اب واضح سختی تھی۔ "کیا چل رہا ہے آپ کے دماغ میں۔"

"وہ بینش۔" ابھی لالہ نے بولنا ہی شروع کیا تھا کہ برہان نے غصے سے اس کو بولنے ہی نہیں دیا۔

"کیا بینش، بھاڑ میں جائے وہ۔" آج دوسری مرتبہ ان دونوں کے درمیان بینش آئی تھی، اور برہان نے اس پر لیگل ایکشن لینے کا ارادہ کرلیا تھا۔ برہان کے لہجے نے لالہ کو سہما دیا تھا۔ وہ خاموش کھڑی بس آنسو بہا رہی تھی۔

برہان نے لمبی سانس لی اور ایک نظر لالہ پر ڈالی۔

"مجھے لگا تھا لالہ کہ آپ مجھے سب سے زیادہ جانتی ہو۔ مجھے کسی بینش کی بکواس سے فرق نہیں پڑتا، پڑتا تھا تو صرف لالہ نے کہ وہ کیا سوچتی ہے مگر اب شاید اس سے بھی نہیں۔" وہ دروازے کی جانب پلٹا تو لالہ کو لگا اس کی جان نکل جائے گی۔

"برہان پلیز۔" لالہ برہان کو روکنا چاہتی تھی مگر اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند ہوا۔

آج لالہ کو اپنی بغیر سوچے سمجھے بولنے والی عادت کی سنگینی کا اندازہ ہوا اور آج تو وہ خفا ہوا تھا جو ہمیشہ اس کی ڈھال بنتا تھا۔ یقیناً برہان کو اپنی ذات پر شک کرنا بہت برا لگا تھا مگر لالہ کا مقصد یہ نہیں تھا۔ وہ بس جذباتیت میں بہت کچھ بول گئی تھی۔ چہرہ ہاتھوں میں گرا کر وہ رونے لگی۔

اس بات کو دو دن گزر چکے تھے، برہان نے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا، اس دوران آنٹی، انکل اور سارہ سب کا رویہ لالہ کے ساتھ پہلے جیسا ہی تھا تو اس کو یہ تسلی تھی کہ اس نے اس دن کا ذکر کسی سے نہیں کیا تھا۔ ابھی بھی سارہ نے اس کو کال پر بتایا تھا کہ برہان نے بینش کو لیگل نوٹس بھیجا ہے جس پر وہ اب ہر فورم پر اس کی خبر کی تردید کر رہی ہے۔ لالہ جانتی تھی کہ برہان نے یہ سب کس مقصد کے لئے کیا ہے۔

لالہ کب سے اس کے میسج یا کال کے انتظار میں تھی مگر وہ اس بار شاید بہت خفا تھا۔ لالہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ اچانک نظر قمر صاحب پر گئی، جو کب سے اس کو دیکھ رہے تھے۔ نظریں ملنے پر انہوں نے اشارے سے اس کو پاس بلایا۔

"بابا کیا ہوا، کچھ چاہیے؟" اس نے محبت سے ان کا ہاتھ تھام کر پوچھا۔ وہ بس اس کو خاموش نظروں سے دیکھے جا رہے تھے۔ ہاتھ پکڑے پکڑے وہ ان کے سرہانے سر رکھ کر بیٹھ گئی۔ چند لمحے گزرے تھے کہ لالہ کو کچھ ہونے کا احساس ہوا، اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو وہ ساکت رہ گئی۔ خود کو بمشکل کھینچتے ہوئے اس نے نرس کو بلایا مگر جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ قمر صاحب بہت خاموشی سے چلے گئے، وہ بس خاموشی سے سب کارروائی دیکھتی رہی۔ اس وقت میں شاہ رخ نے ہی سنبھالا، وہ برہان سے رابطہ کر رہا تھا مگر بات نہیں ہو پا رہی تھی۔ بالآخر اس نے برہان کے پی اے صائم کو کال ملائی اور فوراً اس کو مطلع کرنے کا کہا۔

برہان جو اگلے مہینے یوتھ پروگرام شروع کرنے والا تھا، آج اس کی میڈیا بریفنگ دے

digest library.com

رہا تھا، صائم نے اس کے کان میں آ کر کچھ کہا تو فوراً اٹھ گیا اور پریس کانفرنس ختم ہونے کا اعلان کیا۔

"سر آپ ایکدم سے نہیں جا سکتے، ہم کب سے انتظار میں بیٹھے ہیں۔" ایک سینئر صحافی نے اس کو اپنے رعب میں لینا چاہا۔

"سر پلیز! اس ٹائم معذرت، ایمرجنسی ہے فیملی میں۔" اس نے مائک سائیڈ پر کرتے ہوئے کہا۔ وہ داخلی دروازے کی جانب بڑھا تو پیچھے سے آواز آئی سر آپ بتائیں گے کیا ہوا ہے۔ وہ پلٹا:

"میرے سسر کا انتقال ہو گیا ہے، So please let me go۔"

کیا یہ میرڈ ہیں، کون ہیں ان کے سسر؟ کب ہوئی شادی؟ اب سب کو نیا ٹاپک مل گیا تھا اور ہر کوئی سب سے پہلے تفصیل حاصل کرنا چاہتا تھا۔

✦✦✦

لالہ کو کوئی ہوش نہیں تھا، اس کے آس پاس کیا ہو رہا تھا، کون آ جا رہا تھا، وہ بس خاموش بیٹھی تھی۔ ابھی بھی سارہ نے اس کو زبردستی کھانا کھلا کر بلینکٹ دیا تھا۔ جیسے ہی وہ لیٹی سارہ کمرے سے باہر نکلی تو برہان جو لاؤنج میں داخل ہو رہا تھا، اس کو آواز دے کر پاس بلایا۔

"کیسی ہے لالہ؟"

"بھائی وہ ٹھیک نہیں ہے، ابھی زبردستی لٹایا ہے، بہت اکیلی ہو گئی ہے سر کے بعد۔ آپ اس کی پھپھو سے رابطہ کریں، اسے سب سے زیادہ ان کی ضرورت ہے اس وقت۔ آپ ملے اس سے۔"

"تم پریشان نہ ہو وہ کل شام تک آ جائیں گی، صائم پک کر لے گا ان کو، ابھی تو سو رہی ہوں، اٹھتی ہے تو جاتا ہوں، سارہ پلیز اس کے ساتھ رہنا، اس کا خیال رکھنا۔" برہان کے اپنے لئے سر قمر کا انتقال بہت بڑا صدمہ تھا مگر لالہ کے دکھ کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"جی بھائی آپ پریشان نہ ہوں، میں نے ایک ہفتہ کا آف لے لیا ہے۔" سارہ نے اس کو تسلی دی۔ ویسے بھی سارہ اب کوشش میں تھی کہ جیسے ہی ہاؤس جاب ختم ہو وہ لاہور واپس آ جائے۔

اگلے دن برہان کو میٹنگ کے لئے جانا پڑا۔ وہ لالہ سے مل نہیں سکا مگر اس کو سارہ کی وجہ سے تسلی تھی اور رات کو ویسے ہی اس کی پھپھو بھی آ رہی تھیں۔

وقت گزر ہی جاتا ہے جیسا بھی ہو، ہم سوچتے ہیں کہ ایسا ہو گیا تو ہم کیا کریں گے، ویسے ہو گیا تو ہمارا کیا ہو گا مگر ہم بھول جاتے ہیں کہ یہ نظام ہم نہیں چلا رہے، جو یہ سب چلا رہا ہے وہ بہترین جاننے والا ہے۔ سو ہمارا کیا ہو گا، کیسے ہو گا، سوچنے والا انسان ان سب سے نکل کر "جیسا ہے" کے مطابق ڈھل جاتا ہے اور اسی کا نام زندگی ہے۔

لالہ کی زندگی بھی رکی نہیں تھی مگر جو خلاء تھا وہ کبھی بھی پر نہیں ہو سکتا تھا۔ اکیڈمی کے انتظامات اس نے خود دیکھنا شروع کر دیئے تھے اور برہان کے کہنے پر قاسم (قمر صاحب کا قابل بھروسہ شاگرد) لالہ کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ پھپھو کے جانے میں چند دن باقی تھے وہ اس دوران لالہ کی رخصتی کی خواہش مند تھیں، برہان کے گھر والے بھی یہی چاہتے تھے مگر اس سب کے لئے لالہ تیار نہیں تھی کیونکہ برہان پندرہ دن کے لئے چائنہ گیا ہوا تھا اور اس کے بغیر وہ یہ سب نہیں چاہتی تھی۔

"لالہ پلیز چلو نہ پیکنگ کرلو گھر چلنے کی۔" سارہ کب سے اس کو سمجھا رہی تھی۔

"سارہ تم تو میرا ساتھ دو، ابھی بابا کو گئے دن کتنے ہوئے ہیں، پھر مجھے ابھی اکیڈمی کو بھی دیکھنا ہے، تھوڑا ٹائم دو مجھے۔" لالہ نے اس کو منع کر دیا۔ اس کا جواب سن کر سارہ خاموش ہو گئی اور لالہ کو لگا کہ وہ اس کی بات سمجھ گئی ہے۔

"پلیز میری بہن، آنٹی سے بھی کہو کہ بس تھوڑا ٹائم۔" اس نے التجائیہ انداز اپنایا۔ سارہ نے اثبات میں سر ہلایا اور موبائل میں مگن ہو گئی۔

"برہان بھائی وہ نہیں مان رہی، آپ ہی سمجھائیں اس کو۔" سارہ نے اس کے واٹس ایپ پر میسج بھیجا۔ اس کو معلوم تھا کہ بھائی جب سے چائنہ گیا ہے بہت مصروف ہے۔ جب بھی ٹائم ملے گا دیکھ لے گا میسج اور کوئی نہ کوئی حل بھی نکال لے گا۔

لالہ نے بھی بیڈ کے کراؤن پر سر ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر کے اپنی سوچوں میں کھو گئی۔ گل مینہ اور قمر صاحب کی وفات کا وقت ذہن میں آتے ہی اس کے آنسو بہنے لگے۔ قمر صاحب کے جانے کے بعد وہ کتنے دن تک رو بھی نہیں پائی تھی مگر جس دن برہان چائنہ جانے سے پہلے اس سے ملنے آیا تھا، تب وہ بہت روئی تھی، برہان بس اس کو اپنے سینے سے لگائے اس کے آنسو اپنے سینے میں جذب کرتا رہا۔ وہ ان دونوں کے بیچ خاموش ملاقات تھی۔ وہ جانے سے پہلے اس کو اپنا خیال رکھنے کی نصیحت کرتا رہا۔ کب اس کی آنکھ لگی، معلوم ہی نہ ہوا۔ تقریباً بارہ بجے کے قریب اس کا موبائل بجا۔ برہان کی کال تھی جو اس نے ریسیو نہیں کی مگر پانچویں بیل پر اس نے فون اٹھا ہی لیا۔ بیڈ سے اٹھ کر وہ سامنے صوفے پر آکر بیٹھ گئی کہ اس کی آواز سے ساتھ لیٹی سارہ تنگ نہ ہو۔

"کیسی ہو؟ سو گئی تھیں؟" برہان کی آواز سن کر جو اسے محسوس ہوا تھا وہ ناقابل بیان تھا۔ اس کی آواز اس کو اپنی روح میں اترتی محسوس ہوئی۔

"جی، آنکھ لگ گئی تھی، آپ کیسے ہو؟"

"ٹھیک......" کچھ دیر خاموشی رہی پھر برہان کی آواز سنائی دی۔ "لالہ مام کے ساتھ چلی جاؤ، میں دس دن تک آجاؤں گا پلیز۔"

"پلیز نہیں برہان۔" اس نے ایکدم سے جواب دیا۔

"کیوں لالہ۔" دوسری جانب سے سوال آیا۔

"کیونکہ میرے بابا نے مجھے آپ کو سونپا تھا، میری آپ سے شادی ہوئی ہے، کیوں جاؤں میں مام کے ساتھ۔ آپ یہ احسان نہ کریں مجھ پر، مجھے اپنے گھر پر ہی رہنا ہے۔" بالآخر اس نے اپنی سوچ عیاں کر دی مگر اس سے سننے والے کو بہت دکھ ہوا مگر شاید بہت مرتبہ ہم ایموشنز کو صحیح سے ریگولیٹ نہیں کر پاتے ہیں اور مزید سینسیٹو ہو جاتے ہیں۔ اس وقت لالہ بھی اسی کشمکش کا شکار تھی۔

"یار کیا آپ ہر وقت احسان احسان کرتی رہتی ہو؟ فار گاڈ سیک! اچھی بھلی آسان زندگی کو مشکل کیوں کر رہی ہو۔ نہیں کرنی ابھی رخصتی ابھی ٹھیک ہے اب آپ سے کوئی نہیں کہے گا۔ میں یہاں کتنا بزی ہوں کتنا ٹف ہے میرے لئے مگر کوئی نہیں سمجھ رہا، ہر کوئی مجھے بلیم کر رہا ہے کہ میری غیر موجودگی کی وجہ سے آپ انکار کر رہی ہو۔ تھک گیا ہوں میں سب کو سمجھا سمجھا کر۔"

آج برہان کو اپنے مزاج کے برعکس بہت

غصہ آ گیا تھا اور لالہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہ سب کیسے ہینڈل کرے۔ اس کو واقعی میں لگتا تھا کہ برہان بدل جائے گا سیاست کی چکا چوند اس کو بدل رہی ہے، اس کا مزاج پہلے جیسا نہیں رہا شاید۔ شدید وہ بدل نہیں رہا تھا، وہ تھک رہا تھا۔ یہ فیلڈ نئے اور پرجوش لوگوں کے لئے نہیں ہے، ہر طرف سے اس کو مزاحمت کا سامنا تھا۔ وہ جو کرنا چاہتا تھا سب آسان نہ تھا اور دوسری طرف لالہ اور اس کے درمیان فاصلے بڑھتے جا رہے تھے۔ اس کو بھی کسی کی سپورٹ اور ساتھ کی ضرورت تھی مگر ابھی ادھر سے بدگمانیاں ہی ملی تھیں۔ تو وہ اس سب صورت حال میں چڑچڑا نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

"ٹھیک ہے مسز گل لالہ اب کوئی آپ کو نہیں کہے گا گھر جانے کا۔ خدا حافظ! اپنا خیال رکھنا۔" اور ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔ لالہ کے الفاظ آج پھر منہ میں ہی رہ گئے اور وہ چہرہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔ بیڈ پر سوئی سارہ کی آنکھ اس کے رونے کی آواز سے کھلی تو وہ پریشان ہو کر لالہ کے پاس آئی۔

"کیا ہوا لالہ! کیوں رو رہی ہو؟" اس نے پیار سے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔ لالہ کو اس وقت کسی کا سہارا چاہئے تھا، وہ اس کے پکارنے پر اس کے گلے لگ کر زور زور سے رونے لگی۔

"سارہ وہ بھی بابا کے جانے کے بعد بدل گیا ہے، وہ تو ہمیشہ مجھے سمجھ جاتا تھا ایسے کبھی مجھ سے بات نہیں کی، تمہیں پتہ ہے وہ نکاح کے بعد سے مجھ سے بالکل لاپرواہ ہو گئے ہیں، ہر وقت خفا ہی رہتے ہیں۔" لالہ اس کی بہن کے گلے لگ کر اس کے رویے کا شکوہ کر رہی تھی اور سارہ اس کی بات سن کر چپ رہی۔ وہ ان دونوں کی پوزیشن اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ نکاح کے بعد سے ان دونوں کو ایک دوسرے سے نارمل انداز میں بات کرنے اور ملنے کا موقع ہی نہیں مل پا رہا اور اسی وجہ سے بیچ میں بدگمانیاں بڑھ رہی تھیں۔

+++

دوسری طرف برہان نے گھر پر سب کو رخصتی کی بات کرنے سے منع کر دیا تھا کہ جب وہ آئے گا تو وہ خود اس کو لے کر آئے گا۔ ہاں اس نے لالہ کی طرف سکیورٹی اہلکار تعینات کروا دیئے تھے کہ اس کو بہت سے تھریٹس مل رہے تھے کیونکہ وہ بہت سے لوگوں کی نظروں میں کھٹک رہا تھا۔ پارٹی چیئرمین کی طرف سے اس کو فرنٹ فٹ پر کھیلنے کا بولا گیا تھا کہ جلد از جلد پارلیمنٹ سے اپنے پروجیکٹس کا بل پاس کروائے۔ چائنہ کا دورہ بھی اسی سلسلہ میں تھا کہ وہ وہاں جا کر سٹوڈنٹ ایکسچینج پروگرام کے لئے ملاقاتیں کرے۔

برہان کو واپس آئے تین دن ہو گئے تھے مگر مصروفیات کی بناء پر وہ کسی سے بھی رابطہ نہیں کر سکا، دل بار بار لالہ کے لئے فکرمند ہوتا تھا مگر اس کا فوکس کام بھی تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جیسے ہی مصروفیت کم ہو، وہ لالہ سے ملے، اس کے ساتھ ٹائم گزارے۔

کل ہی اس نے یوتھ فیسٹیول کا اعلان کیا تھا جس میں پروگرامنٹ، گیمنگ اور سپورٹس کے مقابلوں کا صوبے بھر میں انعقاد کیا جانا تھا اور جیتنے والوں کو چائنہ اور ترکیہ کے اداروں میں ایک سمسٹر کے لئے بھیجنا تھا اور برہان کے لئے سب سے بڑا چیلنج یہ تھا کہ اس نے ان مقابلوں میں دینی مدارس اور خواتین کی شمولیت لازمی قرار دی تھی اور اس کو آرڈر ملا تھا کہ اگلے دو دن میں لڑکیوں کی میٹرک تک لازمی تعلیم کا بل

پریزینٹ میں پیش کرے، اور اسی کے لئے اس کو سب سے زیادہ مزاحمت کا سامنا تھا۔ اس کو مسلسل دھمکیاں موصول ہو رہی تھیں اور افسوس کی بات ہے کہ سب سے زیادہ مخالفت مذہبی حلقوں کی جانب سے تھی۔ جب اس کو یہ پروجیکٹ سونپا گیا تھا تو اس کو باور کرا دیا گیا تھا کہ بہت سے مخالفین مذہب کی آڑ میں اس کے خلاف سازش کریں گے، بہت سے فتوی اپنی ذات کے بارے میں سننے کو ملیں گے اور اس کے جواب میں برہان نے یہ ہی کہا تھا کہ

''سر ذلت اور عزت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ میں کوئی جدی پشتی سیاست میں تو ہوں نہیں کہ اس بار نہ سہی اگلی بار سہی، مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ اگلی بار میں اس پارلیمان میں ہوں گا بھی کہ نہیں، سو مجھے اپنی سی کوشش کرنی ہے، باقی اللہ کے حوالے۔ میں بہت زیادہ چینج تو لا نہیں سکتا، اپنی سی کوشش کر سکتا ہوں۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ ہم اپنے فیصلوں میں کتنے آزاد ہیں، دنیاوی آقاؤں کے غلام ہیں ہم تو مگر پھر بھی امید ہے کہ اگر اس پروگرام کی وجہ سے دس بچوں کی زندگی بھی بن گئی تو دس خاندانوں کا مستقبل سنور جائے گا اور یہ بھی بہت بڑی کامیابی ہوگی۔''

اس کی یہ ہی سوچ بہت سے لوگوں کو سخت ناپسند تھی اسی لئے اس کے خلاف اس کی سوچ کے خلاف اس کے اقدامات کے خلاف بہت سی سازشیں شروع ہو گئی تھیں۔

+++

کل لالہ ابھی اکیڈمی کا راؤنڈ لے کر آفس میں آ کر بیٹھی تھی، موبائل آن کر کے انسٹاگرام کھولتے ہی اس کی فیڈ برہان کے مختلف کلپس سے بھری ہوئی تھی۔ ویلنٹ پروگرام کی وجہ سے ہر جگہ اسی کی بات کی جا رہی تھی۔ لالہ نے دل ہی دل میں اس پر دعا پڑھ کر پھونکی، لالہ ان کے بیچ میں اختلاف تھے مگر پھر بھی ان کے بیچ رشتہ بہت مضبوط تھا اور دونوں ہی یہ بات جانتے تھے کہ ایک دوسرے کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔

لالہ کو معلوم تھا کہ ابھی وہ اس سے دور ہے مگر جب بھی وہ پکارے گا، لالہ اس کو اب مایوس نہیں کرے گی کیونکہ رشتوں کے بیچ جتنا طول ناراضگیوں کو دیا جائے اتنا ہی رشتہ کمزور ہوتا ہے اور اتنے دن لالہ نے خود کو اس بار پہل کرنے کے لئے راضی کر لیا تھا۔

میسج ٹون پر اس نے جیسے ہی میسج کھولا، اس کے چہرے پر نجانے کتنے رنگ آئے۔

''مسز آج ریڈی رہئے گا ڈنر ساتھ کریں گے اور اپنے گھر چلیں گے اور پلیز منع نہ کرنا۔''

برہان کا میسج پڑھ کر وہ مسکرائی۔ برہان نے آج پھر پہل کر دی تھی اور اس کو کسی بھی قسم کی شرمندگی سے بچا لیا تھا۔ کبھی کبھی ہمیں لمبی چوڑی وضاحتیں، معافیاں، پچھتاوے نہیں ہوتے، بس ایک مان بھرا جملہ ہی کافی ہوتا ہے۔ لالہ کے دل میں موجود سب بدگمانیاں نجانے ختم ہوئی تھیں کہ نہیں مگر اس کو یہ احساس ضرور تھا کہ آج کتنے دن بعد برہان نے اس کو مان سے پکارا ہے تو وہ کیوں اس کا یہ غرور توڑے، زندگی میں بہت سے موقعوں پر اس نے بھی اس کا مان رکھا مگر اب لالہ کی باری تھی۔ وہ اپنا بیگ اٹھاتی مسکراتے ہوئے گھر کا دروازہ پار کر گئی۔ لاؤنج میں پہلے ہی سے سارہ اور شاہ رخ بیٹھے ہوئے تھے۔

''السلام علیکم! آپ لوگ کب آئے، مجھے بلا لیتے اکیڈمی سے۔'' اپنا سامان ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''بس ابھی آئے ہیں، مام نے کہا کہ تمہارے ساتھ سامان پیک کرا دوں۔'' سارہ نے ڈرتے ڈرتے اس کو دیکھا کہ کہیں پھر سے گھر جانے کی بات پر وہ ناراض نہ ہو جائے۔

''اچھا، چلو پہلے کچھ کھا پی لیں پھر کرتے ہیں۔'' اس کے اتنے تحمل سے جواب دینے پر دونوں نے آنکھیں کھول کر حیرت سے اس کو دیکھا۔

''کیا ہے؟'' ان کو خود کو حیرت سے دیکھتا دیکھ کر اس نے مصنوعی خفگی سے پوچھا۔

''تم مان گئی؟ منسٹر سے لڑائی ختم ہو گئی؟'' شاہ رخ نے پرجوش ہو کر پوچھا۔

''پتہ نہیں، مگر مجھے لگتا ہے ہمیں ایک دوسرے کو پیار کرنا چاہیے۔'' لالہ نے سادگی سے جواب دیا۔ اس کی بات پر سارہ نے بے ساختہ اس کو گلے لگایا، وہ جانتی تھی کہ بھائی اور لالہ ایک دوسرے کے لئے کتنے خاص ہیں۔

''چلو شکر ہے، مجھے تو آپ کے لالے پڑے ہوئے تھے، اب شاید ہمارا بھی کچھ انتظام ہو جائے۔'' شاہ رخ کی بات پر لالہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی جبکہ سارہ نے سٹپٹا کر اس کو دیکھا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

''میں چائے بناتی ہوں۔''

''یار یہ ہمشیرہ منسٹر اتنا شرماتی کیوں ہے؟ تم بھی منسٹر سے ایسے ہی شرماتی ہو سسٹر؟'' شاہ رخ نے اس کو چھیڑا۔

''نہیں۔'' مختصر جواب آیا۔

''ہیں، کیوں؟'' آج شاہ رخ بہت ہی موڈ میں تھا۔

''کیونکہ میرا بھائی بہت ڈیسنٹ اور سوبر انسان ہے، آپ کی طرح نہیں، جو مرضی بول دو، سب کے سامنے۔'' کچن سے سارہ کی آواز آئی۔

''اس کو ڈیسنسی نہیں emotionless اور expressionless ہونا کہتے ہیں۔'' لالہ کے منہ سے اچانک نکل گیا اور ہمیشہ کی طرح اس کو بولنے کے بعد احساس ہوا اور رہی سہی کسر شاہ رخ کے قہقہہ نے پوری کر دی۔ وہ جلدی سے وہاں سے نکلی اور کمرے میں آ کر ریڈی ہونے لگی۔

سیاہ رنگ کی لانگ فراک کے ساتھ سرخ اور گولڈن پوئٹری لکھا سلک کا دوپٹہ شانوں پر پھیلاتے ہوئے وہ مسکرائی۔ دل ہی دل میں وہ برہان سے مخاطب ہوئی۔

''تو مسٹر منسٹر آج اگر آپ نے کچھ نہ کہا تو دیکھنا۔'' خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھتی وہ لاؤنج میں آ گئی۔ شاہ رخ بہت پریشانی سے کسی سے کال پر بات کر رہا تھا، وہ یکدم ٹھٹکی۔

''کیا ہوا بھائی؟'' اس نے پوچھا۔

''پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو گا، ریموٹ دو مجھے۔'' اس نے بوکھلائے ہوئے کہا۔

''بھائی کس کی کال تھی؟ آپ کیوں پریشان ہیں۔'' اس نے اب قدرے اونچی آواز میں پوچھا۔ دل کسی خدشے سے کانپ رہا تھا۔

''لالہ برہان پر حملہ ہوا ہے۔'' لالہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔ اس نے سہارے کے لئے صوفے کی بیک کو زور سے پکڑا۔ اس کی آواز سن کر سارہ بھی کچن سے بھاگتی ہوئی آئی۔ شاہ رخ نے ٹی وی آن کیا جہاں نیوز کاسٹر چیخ چیخ کر بریکنگ نیوز دے رہی تھی۔ سکرین پر لائیو مناظر دکھائے جا رہے تھے۔ جدھر دیکھا جا سکتا تھا کہ بحریہ کمرشل سنٹر کے سامنے برہان کی رینج روور گولیوں سے چھلنی ہوئی کھڑی تھی۔ ہر طرف ایمبولینس اور پولیس کار کے سائرن سنائی دے

digestlibrary.com

رہے تھے۔
''تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ٹی ٹی اے (اسلامک تنظیم) نے اس حملے کو قبول کیا ہے، وہ اس کو مغربی ایجنڈے کے خلاف اپنی کامیابی قرار دے رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ برہان جیسے لوگ ہمارے بچوں خاص کر عورتوں کو ورغلا رہے ہیں۔'' (شاید یہ ہی ہمارے ملک کا المیہ ہے۔ یہاں تعلیم اور بھلائی کی بات کرنے والے کو مغربی ایجنڈا قرار دے دیا جاتا ہے اور ہماری معصوم عوام جن کی سوچ پر معاشرتی اور مذہبی پیشواؤں نے پہرے بٹھا دیئے ہوئے ہیں)''
''ہمارے نمائندے کے مطابق ایک اہلکار شدید زخمی ہوا ہے اور برہان کے بارے میں ابھی کچھ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا۔'' نیوز اینکر نے بہت سنسنی خیز انداز میں عوام تک خبر پہنچائی۔
''بند کردیں اس کو۔'' سارہ زور سے چیخی۔
''ان کو یہ سمجھ کیوں نہیں آتی کہ ہر کسی کی فیملی ہوتی ہے، اس طرح سے خبر دینے سے ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔''
لالہ نے اس کو اپنے ساتھ لگایا۔ ''سارہ حوصلہ کرو، آنٹی انکل کو تمہارے حوصلے کی ضرورت ہے، چلو شاباش اٹھو، گھر چلتے ہیں۔''
نجانے لالہ میں اتنا حوصلہ کہاں سے آیا تھا، اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور رب سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسا صبر اور ہمت مانگی۔ اس کا رواں رواں برہان کی سلامتی کے لئے دعا گو تھا، اس کو اپنے رب پر بھروسہ تھا۔ لالہ کو اب ان کا حوصلہ بننا تھا جو ہر مشکل میں بغیر کسی خونی رشتے کے اس کے ساتھ تھے، وہ جلد از جلد مام کے پاس جانا چاہتی تھی کہ اس وقت ان سب کو ان کی آغوش کی ضرورت تھی۔
''چلیں؟'' شاہ رخ نے پوچھا۔
''جی۔'' لالہ اپنا بیگ اٹھائے سارہ کا ہاتھ تھامے آگے بڑھی۔ اتنی دیر میں لالہ کا فون بجا۔
''میم، میں سر برہان کا پی اے صائم بول رہا ہوں، آپ لوگ پریشان نہ ہوں، سر ٹھیک ہیں، اللہ نے بچت کی ہے۔ میں نے بھی ان کی والدہ کو کال کر کے بتا دیا ہے کہ تسلی رکھیں، سر کو ٹریٹمنٹ دیا جا رہا ہے۔ وہ لوگ ہسپتال ہی آ رہے ہیں۔''
صائم نے اسے تفصیل سے بتایا۔
''اور باقی سب؟ جس کو گولی لگی وہ گارڈ کیسے ہیں؟'' لالہ نے سکون کی لمبی سانس لی۔
''میم وہ ابھی کریٹیکل ہے۔''
''اور آپ؟'' لالہ کے اس طرح سب کے بارے میں پوچھنا صائم کے دل میں اس کی عزت بڑھا گیا ورنہ عموماً سیاست دان سے زیادہ ان کے گھر والے مغرور ہوتے ہیں اور باقی دنیا کو کچھ نہیں سمجھتے۔
''میم میں ٹھیک ہوں، میں اس وقت شاپ کے اندر ہی تھا، اور سر کو ابھی کچھ دن ادھر ہی رکھیں گے سکیورٹی ریزنز ہیں۔''
''شکریہ، ہم آ رہے ہیں بس۔'' اس نے فون رکھ دیا اور سارہ اور شاہ رخ کو تفصیل بتانے لگی۔ اس کا ایک ہاتھ ابھی بھی سارہ کے ہاتھ میں تھا، اس نے تھک کر سیٹ کی پشت پر سر ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔
''لالہ تم ٹھیک ہو؟'' سارہ نے اس کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
''نہیں۔'' اس نے بس اتنا جواب دیا۔
+++

ہسپتال پہنچ کر شاہ رخ ان کو سٹاف کی انٹرنس سے اندر لے گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ دونوں اس وقت میڈیا کا سامنا کریں۔ پورے ہسپتال میں ہائی الرٹ تھا۔ سامنے کوریڈور میں سارہ کو اپنے مام ڈیڈ نظر آئے تو وہ بھاگ کر ان کے پاس گئی، مام کے گلے لگ کر زور زور سے رونے لگی۔

''مام بھائی ٹھیک ہیں ناں؟'' مسز فاطمہ بھی مسلسل روئے جا رہی تھیں، انہوں نے نظر اٹھا کر لالہ کو دیکھا جو خاموشی سے کھڑی اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کا خالی پن صاف نظر آ رہا تھا۔ مسز فاطمہ نے اپنا ہاتھ لالہ کی طرف بڑھایا اور اس کو بھی اپنے گلے لگا لیا۔ ان کا سہارا ملتے ہی سب بند خود بخود ٹوٹ گئے۔

''کیا ہو گیا ہے آپ لوگوں کو، ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ شاہ رخ بیٹا پلیز دیکھو کیا چل رہا ہے، مل سکتے ہیں ہم برہان سے؟'' اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے برہان کے ڈیڈ نے بولا۔

اس وقت جس کڑے وقت سے وہ گزر رہے تھے، کوئی بھی اندازہ نہیں کر سکتا۔ جوان اولاد تو شان ہوتی ہے باپ کا بازو ہوتی ہے تو جب وہ تکلیف میں ہو تو باپ کی روح تک کانپ جاتی ہے۔

پانچ منٹ کے بعد برہان نے ان کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا اور ان سب کو لے کر executive rooms کی جانب لے گیا جہاں پولیس اور سکیورٹی سروسز کے اہلکار کھڑے تھے۔ ان کو آتا دیکھ کر صائم نے ہاتھ کے اشارے سے سائیڈ پر کیا۔

اندر داخل ہوتے ہی ان سب کے دل سے اللہ کا شکر ادا ہوا کیونکہ برہان اپنے ہوش میں تھا مگر زخم کافی آئے تھے اور سٹاف ابھی ڈریسنگ ہی کر رہا تھا۔ تکلیف کے آثار صاف اس کے چہرے سے نظر آ رہے تھے مگر پھر بھی وہ ان سب کو دیکھ کر مسکرایا۔

''کیا ہوا ہے؟'' ڈیڈ نے آن ڈیوٹی ڈاکٹر سے پوچھا۔

''سر! الحمدللہ بہت بچت ہوئی ہے، گولی بازو کے پاس سے ہو کر گزری ہے۔ اس کے علاوہ نیچے گرنے کی وجہ سے پاؤں کا انگوٹھا فریکچر ہوا ہے اور کافی جگہ چوٹیں آئی ہیں۔ باقی احتیاطاً کل ایکسرے بھی کر لیں گے۔ ابھی انجکشن دیا ہے تاکہ تھوڑا آرام کر لیں۔'' ڈاکٹر نے ان سب کو تفصیل بتائی۔ مام اور سارہ اس کے بیڈ کے پاس کھڑی نرس کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہی تھیں جبکہ لالہ سائیڈ پر کھڑی بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔

''سر! پولیس بیان لینا چاہ رہی ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟'' صائم نے آ کر بتایا۔

''یار ابھی نہیں، خود ہینڈل کر لو۔'' برہان نے بہت تھکے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

صائم واپس مڑنے لگا تو ڈیڈ نے آواز دے کر اس کو روکا۔

''پولیس کو تو بعد میں بتانا، پہلے یہ بتاؤ جب اتنے تھریٹ تھے تو یہ گدھا فلاور شاپ پر کیا کرنے کے لئے اترا تھا؟'' ان کی بات پر صائم کے ساتھ ساتھ وہاں موجود نرسز کے چہرے پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''سر وہ آپ کو منسٹر صاحب خود ہی جواب دیں گے، میں پولیس کو ہینڈل کر لوں، ابھی تو وہ مجھے ہی مشکوک سمجھ رہے ہیں۔'' وہ منہ بسورتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

''ہاں جی برخوردار آپ فرمائیں؟''

''کیا ہو گیا ہے آپ کو، اتنی تکلیف میں ہے

بچہ اور آپ شروع ہو گئے۔'' مام نے مسس صاحب کو ٹوکا جو بیٹے کو اچھی حالت میں دیکھ کر پھر سے خود کو مضبوط اور پر سکون محسوس کر رہے تھے۔

''آپ کی بہو کے لئے گیا تھا، سنا ہے پھول بہت پسند ہیں محترمہ کو، میں نے سوچا منانے جا رہا ہوں تو لیتا جاؤں، شاید لڑے بغیر میرے ساتھ آ جائے۔'' برہان نے بند ہوتی آنکھوں کے سامنے کھڑی بہو کو بغور دیکھا۔ اس کی بات پر لالہ نے بھی حیرت سے اس کو دیکھا۔ لمحے بھر کو دونوں کی نظریں ملیں، ہر سو خاموشی چھا گئی۔ ایک کی نظر میں موت سے جیت کر مقابل کو پا لینے کا فخر تھا، تو دوسرے کی نظر میں احترام، مان، عزت تھی۔ دونوں ہی پا لینے پر خدا کے شکر گزار تھے، بدگمانیوں کے بادل چھٹ رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد برہان کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں دوا کا اثر تھا۔

رات اسی طرح گزر گئی، وہ سب لوگ پورا ٹائم ہسپتال میں ہی رہے۔ صبح ہوتے ہی پھر سے وہی میڈیا، پولیس کا رش شروع ہو گیا۔ برہان اب کافی بہتر محسوس کر رہا تھا۔

''ڈیڈ، صائم کو اندر بلائیں پلیز۔'' برہان نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر تکلیف کی وجہ سے اس کو مشکل ہوئی۔ مام نے لالہ کو اشارے سے اس کے پاس جانے کا کہا۔ کل سے اب تک ان دونوں نے براہ راست ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی اور مسز فاطمہ جانتی تھیں کہ ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کچھ وقت چاہئے جو کہ موجودہ حالات اور مصروفیات کی وجہ سے ممکن نہیں۔ ان دونوں کو بھی اب اپنی نارمل زندگی شروع کرنی تھی مگر کل کے حادثہ کی وجہ سے ان کو ڈر تھا کہ کہیں دوبارہ دونوں کے بیچ فاصلے نہ آ جائیں۔ لالہ ان کا اشارہ سمجھتے ہوئے برہان کے بیڈ کے پاس آئی اور کچھ جھجکتے ہوئے اس کا تکیہ درست کرنے لگی اور ہاتھ تھام کر ٹیک لگانے میں مدد کرنے لگی۔

''تھینکس مسز۔'' برہان نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ جواب میں وہ کچھ کہتی اس سے پہلے صائم اندر آیا۔

''سر جی؟'' اس نے پوچھا۔ وہ شکل سے ہی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

''جی کیا رپورٹ ہے؟'' برہان نے دریافت کیا۔

''سر وہ ہی ہے جس کا ہمیں ڈر تھا، مذہبی تنظیمیں آپ پر مغربی ایجنڈا ہونے کا الزام لگا رہی ہیں، پارٹی چیئرمین نے ابھی آپ کو ادھر ہی رہنے کا پیغام دیا ہے کیونکہ نوجوان بہت ہائپر ہوئے ہیں، میڈیا، سوشل میڈیا ہر جگہ بس یہ ہی چل رہا ہے۔ اور آپ کے لئے آرڈر ہے کہ شام تک آپ نوجوانوں کے لئے کوئی پیغام ریکارڈ کروا دیں اور اس میں نوجوانوں کو خاموش اور پرامن رہنے کا کہا جائے ورنہ مسئلہ بہت بڑھ سکتا ہے۔ وہ خود بھی کسی ٹائم ملنے آئیں گے۔''

صائم نے اس کو تفصیل سے آگاہ کیا۔

''ہمم! باقی سب کیسے ہیں؟ ناصر کیسا ہے؟'' برہان نے اپنے گارڈز کے متعلق پوچھا۔

''سر، سب ٹھیک ہیں، دو رات کو ہی ڈسچارج ہو گئے تھے، کل سے آن ڈیوٹی ہوں گے، ناصر کی سرجری کے بعد ابھی آئی سی یو میں ہی ہے مگر شکر ہے بہتری میں ہے۔''

''شکر! ناصر کی فیملی سے ملو، ان کو بھرپور سپورٹ کا یقین دلاؤ۔ مام ڈیڈ اگر آپ لوگ جا کر اس کے گھر پر مل لیں اس کی فیملی سے تو اچھا ہوگا۔'' برہان نے صائم کو جانے کا اشارہ کیا۔

"ہاں بیٹا! ہم جانتے ہیں، وہ بھی آخر کسی کا بیٹا ہے اور ہم تو اس کے احسان مند ہیں کہ اس نے تمہاری حفاظت کی۔" مسز فاطمہ نے شمس صاحب کو اٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں برہان کو پیار کرتے ہوئے باہر کی جانب چل دیئے۔

"سارہ، لالہ بیٹا ہم گھر سے فریش ہو کر آتے ہیں، کچھ چاہیے تو بتا دینا۔ ٹائم لگ جائے گا گھر پر بھی سب لوگ آ رہے ہیں برہان کا پوچھنے، کھانے کا شاہ رخ کی امی کی کال آئی ہے وہ بھجیج دیں گی ادھر ہی پھر بھی کچھ ہو تو بتا دینا۔"

ان کے جانے کے بعد برہان نے لیٹنے کی کوشش کی تو لالہ خاموشی سے اٹھ کر اس کے پاس آئی اور اس کو ایڈجسٹ کیا۔ اس کو کروٹ دلوا کر واپس سارہ کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور دونوں ہلکی آواز میں باتیں کرنے لگیں۔

✧✧✧

"ہیلو ایوری ون!" شاہ رخ نے اندر آتے ہوئے پرجوش انداز میں کہا۔

"ارے آہستہ بولیں، بھائی سو رہے ہیں۔" سارہ نے اس کو ٹوکا۔

"نہیں میں جاگ رہا ہوں۔" برہان کا جواب سن کر لالہ نے چونک کر اسے دیکھا جو بہت اطمینان سے اب سیدھا لیٹا اسے دیکھ رہا تھا، چہرے پر وہی ازلی مسکراہٹ تھی جس سے لالہ چڑتی تھی کیونکہ وہ ایسے مسکرا کر تبھی دیکھتا تھا جب جب لالہ اس کے بارے میں اپنے نادر خیالات پیش کر رہی ہوتی تھی۔ ابھی بھی وہ اس کو سوتا سمجھ کر سارہ سے اسی بات پر بول رہی تھی کہ

"ان کو ہیرو بننے کی کیا ضرورت تھی، ایسے ہی مجھے آنٹی انکل کے سامنے شرمندہ کروا دیا، کیا کہہ رہے تھے سب کے سامنے کہ بہو کے لئے پھول لینے گیا تھا۔" اس نے منہ بنا کر کہا اور سارہ کے لئے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا تھا۔

"ہاں تو دیکھو میرا بھائی کتنا پیار کرتا ہے، صائم تک کو معلوم ہے یہ بات، بس تم ہی جلتی کڑھتی رہتی ہو۔"

سارہ نے اس کو چھیڑا۔

"ہاں صائم کو بھی ہے بس مجھے نہیں بتایا کبھی، کبھی آج تک تعریف کی ہے میری، اور پھول لینے گئے تو حملہ ہی کروا لیا۔" اس نے تپے تپے لہجے میں کہا۔ "میں واقعی بہت ڈر گئی تھی سارہ۔" آخر میں اس کے لہجے کی بے بسی صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔

اب برہان کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہاں کی گفتگو سن چکا تھا۔ وہ عادتاً اپنی انگلیاں چٹخانے لگی، برہان ابھی کچھ کہتا، شاہ رخ نے اس کو اپنی کسی بات میں لگا لیا۔ سارہ اٹھ کر نماز ادا کرنے لگی، لالہ جو سر نیچے کئے بیٹھی تھی، برہان کے مخاطب کرنے پر چونکی۔

"لالہ پلیز کچھ کھانے کو دے دیں، بھوک لگی ہے۔"

وہ فریج کی جانب گئی، اس نے شاہ رخ کو جوس نکال کر دیا اور خود پھل اٹھا کر برہان کے بیڈ کے پاس آ گئی۔ وہ چیئر پر بیٹھنے لگی تھی کہ برہان نے بیڈ پر ٹانگیں سمیٹ کر جگہ بنائی۔

"ادھر بیٹھ جاؤ۔"

شاہ رخ کی موجودگی میں وہ کچھ نہیں بولی، چپ کر کے اس کے پاس بیٹھ کر سیب کی قاشیں کاٹ کر اس کو پکڑاتی گئی۔ شاہ رخ جو کب سے چپ بیٹھا دیکھ رہا تھا، اس کی حس شرارت جاگی۔

"ویسے برہان میں سوچ رہا تھا پورے سٹاف کو تیرے ولیمے کی دعوت دے دوں، کیونکہ لگ رہا ہے کہ وہ بھی یہیں ہسپتال میں ہی ہونا ہے۔"

digestlibrary.com

"بکواس نہ کر۔" برہان اس کی شرارت سمجھ رہا تھا۔

"کیا یار تم لوگوں کو تو ہسپتال والوں کو اپنی پروموشن کے لئے لینا چاہئے، وہ انوکھا کپل جس کی منگنی، نکاح اور اب خیر سے رخصتی بھی ایک ہسپتال میں ہوئی اور ولیمہ بھی ادھر ہی متوقع ہے۔" اس کی بات پر برہان نے برجستہ قہقہہ لگایا اور جاء نماز تہہ کرتی سارہ کے لئے بھی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا جبکہ لالہ منہ نیچے کئے مسکراتی رہی۔

"یہ دیکھ بھائی ہاتھ جوڑ رہا ہوں، ولیمہ کسی صحیح جگہ کروا لینا، میرا متوقع نکاح نہ خراب کرنا بھئی، مجھے اس ہسپتال کے کام کے علاوہ اتنی محبت نہیں۔" سارہ جو کب سے ہنس رہی تھی، اس بات پر اس کی ہنسی کو بریک لگی۔ بھائی کے سامنے شاہ رخ کی ایسی باتیں اس کو شرم محسوس ہوئی۔ اس نے گھورنا چاہا مگر شاہ رخ اس وقت کسی اور موڈ میں ہی تھا۔ لالہ جو سر نیچے کئے مسکرا رہی تھی، اب وہ بھی ان سب کی ہنسی میں ساتھ دے رہی تھی۔ برہان نے بہت پیار سے اپنی بہن کا یہ روپ دیکھا اور ان دونوں کی دائمی خوشیوں کے لئے دل ہی دل میں دعا کی۔

"اچھا برہان، وہ امی کا میسج آیا ہے گھر سے کھانا لانا ہے، میری ڈیوٹی آف ہو گئی ہے تو اگر تم اجازت دو تو میں سارہ کو ساتھ لے جاؤں، گھر سے کھانا بھی لے آئیں گے، کچھ اور چاہئے تو بھی لیتے آئیں گے۔" شاہ رخ نے بہت عزت سے برہان سے اجازت مانگی۔ برہان کے بولنے سے پہلے ہی سارہ بولی:

"نہیں بھائی، میں ادھر ہی ہوں، یہ اکیلے ہی چلے جائیں۔"

"جاؤ بچے چلی جاؤ، آنٹی سے بھی مل آنا اور واپسی پر آتے ہوئے لالہ کا سامان لیتی آنا۔" برہان نے نرمی سے اس کو کہا۔ لالہ نے اس کو اپنے بیگ سے گھر کی چابیاں دیں اور اپنا سامان بتانے لگی کیونکہ کل سے وہ ہی لمبی گھیرے دار فراک پہنے الجھ رہی تھی۔

سارہ خاموشی سے گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس کو بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔

"کیا بات ہے سارہ؟" شاہ رخ کے پوچھنے پر وہ غصہ سے بول اٹھی۔

"آپ بھی حد کرتے ہیں شاہ، بھائی کے سامنے کیا کچھ بولتے رہتے ہیں اب ایک دم سے کہتے ساتھ چلنا ہے اس حلیے میں، آنٹی کیا سوچیں گی، اتنا آکورڈ فیل ہو رہا ہے مجھے۔"

"سارہ تم کوئی پہلی بار نہیں جا رہی ہو میرے گھر جو عجیب لگے، ہم بچپن سے جانتے ہیں اور امی نے ہی کہا تھا کہ تمہیں ساتھ لے کر آؤں تاکہ تم بھی ریلیکس فیل کرو۔ اور رہی بات برہان کی، وہ میرا دوست ہے اور میں یہ کبھی نہیں چاہوں گا کہ نئے رشتے بننے سے پرانے تعلق خراب ہوں، تو تم اس کی فکر نہ کرو۔"

سارہ نے اس کو یوں سنجیدگی سے بولتے بغور دیکھا، اس کا یوں رشتوں کو مان دینا کتنا اچھا لگ رہا تھا۔

"اور میری بے وقوف وائف ٹو بی! میں آپ کو تمہاری وجہ سے تو لایا ہوں ہی مگر اصل وجہ ان دونوں کو اکیلے ٹائم دینا تھا۔ ان دونوں کو بہت کچھ کلیئر کرنے کی ضرورت ہے۔ برہان دو تین دن میں ڈسچارج ہو جائے گا اور پھر سے وہ ہی مصروفیت ہو گی تو بہتر ہے کہ وہ دونوں یہ ٹائم ساتھ گزاریں اور اپنی نارمل زندگی کا آغاز کریں۔"

برہان کے سمجھانے پر اس کو ملال ہوا کہ یہ

خیال اس کو کیوں نہیں آیا۔
"تھینکس شاہ۔"
"یو ویلکم مسز شاہ ٹو بی!" شاہ رخ نے مسکرا کر جواب دیا اور گاڑی گھر کے راستہ پر ڈال دی۔

✦✦✦

ان کے جانے کے بعد برہان اور اللہ کمرے میں اکیلے تھے۔ لالہ پلیٹ واپس رکھنے کے بہانے بیڈ سے اٹھنے لگی تو برہان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس بٹھا دیا۔
"بیٹھ جاؤ لالہ۔" برہان نے نرمی سے اس کا ہاتھ دبایا۔
"میں یہ واپس رکھ دوں۔" لالہ نے ہلکی آواز میں کہا۔
"سائیڈ پر رکھ دو، اور مجھے بتاؤ کیا چل رہا تھا آپ کے دماغ میں؟" برہان نے پلیٹ پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔
"گل لالہ! We really need to talk۔" برہان نے اس کو مخاطب کیا۔ لالہ کا ہاتھ ابھی بھی برہان نے تھاما ہوا تھا۔
لالہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔
"لالہ پلیز!" اس نے آگے ہو کر اس کے آنسو چنے، اس سب میں اس کی کمر میں شدید تکلیف ہو رہی تھی مگر وہ ابھی صرف اپنے بیچ کی تمام تکالیف کا خاتمہ چاہتا تھا۔
"برہان میں نے کبھی آپ پر شک نہیں کیا، میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔ بینش والی بات پر مجھے بس یہ دکھ تھا کہ آپ مجھے ایک کال یا میسج کر کے ساری بات تو بتا سکتے تھے نہ، آپ نے اس وقت بھی سب کو بتا دیتے کہ آپ کا نکاح ہوا ہے، بس مجھے دکھ ہوا کہ آپ کیوں چپ رہیں اس سب پر۔" گل لالہ بھی شاید آج سب باتیں کلیئر کرنا چاہتی تھی۔
لالہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچنا چاہا مگر برہان نے نرمی سے اس کو منع کر دیا۔
"مجھے معلوم ہے میں یہ چھوڑوں گا اور ساتھ ہی آپ نے انگلیوں کا حشر کر دینا ہے، آخر کب ختم کرو گی یہ عادت اپنی۔"
اس کی خاموشی لمبی ہوئی تو برہان نے اس کو ٹوکا۔
"آگے بولو، پہلے آپ کے دل و دماغ میں جو ہے سب بتا دو۔"
"اس کے بعد آپ مجھ سے خفا ہو گئے، کوئی رابطہ نہیں کیا، پھر آپ کے چائنہ جانے کے بعد مجھے سب گھر جانے کا کہتے تھے مگر کوئی بھی میری فیلنگز نہیں سمجھ رہا تھا۔ ایسے اکیلے کیسے چلی جاتی میں، اتنا تو میرا حق تھا کہ میں مان اور عزت سے آپ کی زندگی اور گھر میں داخل ہوتی۔ میں کتنا انتظار کرتی رہی آپ کا، الٹا کال کر کے آپ نے مجھ سے اتنی روڈلی بات کی۔ برہان آپ تو مجھے جانتے ہیں ہمیشہ مجھے ماں بابا کے سامنے ڈیفنڈ کیا، پھر اب کیا ہو گیا تھا آپ کو۔ میں ہوں جذباتی، جلد باز، کچھ بھی بول جاتی ہوں، میں ایکسکیوز کرنا چاہتی تھی مگر آپ نے کوئی رابطہ ہی نہیں رکھا۔ میں بہت اکیلی تھی بہت زیادہ۔"
لالہ کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔ برہان نے اس کو ٹیشو پکڑا اور بات کا آغاز کیا۔
"لالہ مجھے آپ کا بہت اچھے طرح معلوم ہے کس وقت کیا ہوتا ہے آپ کے دماغ میں، سب معلوم ہوتا ہے مجھے۔ بینش والے قصے میں مجھے لگا میرے بولنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جو لوگ بول رہے ہیں خود ہی خاموش ہو جائیں گے مگر آپ کی بات سے مجھے لگا کہ آپ

مجھ پر ٹرسٹ نہیں کر رہی ہو، صرف آپ کی خاطر میں نے اس معاملے پر بھرپور ری ایکٹ کیا۔'' برہان نے اس کا ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھا، وہ غیر محسوس انداز میں اپنے دونوں پاؤں موڑ کر گھٹنے اوپر کر چکا تھا اور اس کی ہتھیلی پر اپنی انگلی پھیر رہا تھا۔

''اور ابھی آپ نے ''میرا گھر'' بولا مجھے اچھا نہیں لگا تا یوں کہنا وہ ہمارا گھر ہے لالہ اور اس میں رہنے والے سب آپ کے اپنے ہیں۔ اس وقت ادھر جانے کا اصرار صرف سیکورٹی ریزنز کی وجہ سے کر رہے تھے، اس میں کوئی بھی آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا، آپ گھر پر اکیلی تھیں اور ادھر مجھے مسلسل تھریٹ کالز آ رہی تھیں، میں جانتے میں الگ سے چنا ہوا تھا کاموں میں، میں کچھ بھی صحیح سے نہیں کر پا رہا تھا، میرا غصہ فطری عمل تھا۔ میرے لئے آپ کی عزت کے ساتھ ساتھ حفاظت بھی ضروری تھی اسی لئے گھر پر سیکورٹی تعینات کرنے کے بعد ہی میں نے رخصتی کے لئے ماما وغیرہ کو منع کر دیا تھا۔'' لالہ خاموشی سے اس کو سن رہی تھی۔ برہان نے چند سیکنڈ بعد دوبارہ بولنا شروع کیا۔

''اب آتے ہیں آپ کی تیسری بات کی طرف کہ میں نے رابطہ نہیں کیا، تو لالہ آپ نے بھی تو خود سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ کیا آپ مجھے میسج یا کال کرتیں تو میں کیسے جواب نہ دیتا۔ مجھے بھی آپ کی طرف سے پہل کا انتظار تھا۔ کیا میں غلط تھا، میں بھی اکیلا تھا، بہت کچھ اکیلے برداشت کر رہا تھا، مجھے بھی اپنے ساتھی کی سپورٹ کی ضرورت تھی، آپ کی تسلی کی ضرورت تھی۔ لالہ مجھے آج کل کی اصطلاحات گرین فلیگ ریڈ فلیگ کا تو نہیں معلوم کہ کیا ہوتی ہیں رشتے میں مگر میں اتنا کہوں گا کہ یہ رشتہ جتنا مضبوط ہے اتنا ہی کمزور بھی۔ ذرا سی بدگمانی شفاف آئینے کو دھندلا کر دیتی ہے مگر اس کی اگر اعتماد اور عزت کے ساتھ نشوونما کی جائے تو یہی رشتہ مضبوط تناور درخت بن جاتا ہے۔ پھر کوئی بھی طوفان اس کی جڑیں نہیں ہلا سکتا اور مجھے یقین ہے کہ ہم بھی اپنے رشتہ کو ان شاء اللہ مضبوط بنائیں گے اس کی قدر کریں گے اور جیسے آپ نے اس واقعہ کے بعد جیسے آپ نے سب کیا، میرے سے جڑے ہر تعلق ہر رشتہ کا خیال کیا، ان کا حوصلہ بنیں، اس کے لئے میرے دل میں اور عزت بڑھ گئی ہے اور بقول شاہ رخ کہ آپ نے تو ہسپتال میں رخصتی بھی کروالی، بہت شکریہ مسز لالہ۔'' سنجیدگی سے بولتے ہوئے ایکدم سے اس نے بات کا اختتام ہنستے ہوئے کیا۔ آخری بات پر ہلکا سا ہنستے ہوئے لالہ نے اپنا چہرہ اس کے گھٹنوں پر رکھے اپنے ہاتھوں پر ٹکا دیا۔

''لالہ! میری فیلڈ ایسی ہے کہ میں آپ کو زیادہ ٹائم نہیں دے سکوں گا، ہم روایتی کپلو کی طرح نہیں گزارا کر پائیں گے۔ ابھی انہوں نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے، میرے کردار پر کوشش کی بات کرنے کی، مجھے رب نے بچایا آگے بھی اسی کی ذات پر یقین ہے۔ میں چاہتا ہوں ہمیشہ آپ میرے ساتھ میری اسی طرح طاقت بنی رہو، ایسا ہو گا ناں؟'' اس نے لالہ کے آنسو چنتے ہوئے مان سے پوچھا۔

''برہان! سوری، میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں گی۔'' لالہ نے مسکرا کر برہان کو دیکھا۔ برہان کا منہ حیرت سے کھلا۔

''کیا ہوا؟'' لالہ نے پریشان ہو کر پوچھا۔

''آپ کو معلوم ہے پہلی بار بولا سوری مجھے

digest library.com

آپ نے۔ literally for the first time ever۔'' برہان نے شرارت سے اس کو دیکھا۔

''برہان پلیز۔'' لالہ نے شرمندگی سے چہرہ نیچے کرلیا۔

''کچھ اور رہ گیا تو آج ہی بتا دو پلیز۔'' برہان نے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔

''جی، تھینکس بولنا۔'' لالہ نے دھیمی آواز میں جواب دیا اور اس کا جواب سن کر برہان پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

''نو وے! مسز گل لالہ اب آپ مجھے مسلسل شاک دے رہی ہیں، پہلے سوری، اب شکریہ، کیا ہو گیا ہے آپ کو، آپ سے یہ کلمات سن کر کہیں میرا ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔'' لالہ نے اس کا ہاتھ زور سے جھٹکا۔

''کیسی باتیں کرتے ہیں آپ۔ اور برہان آئندہ آپ بغیر سکیورٹی کے کہیں نہیں جائیں گے، ایسے بھی کیا پھول لینے کہ خود کو ہی خطرے میں ڈال دو، نہیں چاہئیں مجھے پھول شول۔'' وہ منہ پھلا کر بولی۔

''ایسے ہی نہیں، میں تو لاؤں گا زوجہ منسٹر صاحبہ۔'' برہان نے زور سے اس کی ناک دبائی۔ ''اچھا سنو میں چاہتا ہوں کہ یوتھ فیسٹیول کی افتتاحی تقریب میں آپ میرے ساتھ ہو، چلو گی؟'' لالہ نے اثبات میں گردن ہلائی۔

''اور ہاں آخری بات تو بتائی ہی نہیں مجھے، مجھ سے ناراضگی کی سب سے بڑی وجہ بتانا بھول گئیں کیا۔''

لالہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ اس کو واقعی سمجھ نہیں آیا تھا کہ برہان کس بارے میں بات کر رہا ہے۔

''مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ کسی کو مجھ سے شکوہ ہے کہ میں نے کبھی کچھ کہا نہیں، کبھی ایکسپریس نہیں کیا۔'' لالہ کو اپنے گال دہکتے ہوئے محسوس ہوئے۔

''یا اللہ! مجھے کیا ہو رہا ہے برہان کی باتوں پر تو ایسے کیوں ایکٹ کر رہی ہوں۔'' دل ہی دل میں اس نے خود کو کوسا جو بس خود بخود شرمائے ہی جا رہی تھی۔

''چلیں محترمہ آپ کی اس شکایت پر بھی کام شروع کر دیتے ہیں ہم۔'' برہان نے اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ پھیرا اور شرارت سے اس کی لٹ کھینچی۔

''لالہ'' برہان نے چند لمحوں بعد اس کو پکارا۔ لالہ نے آہستہ سے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا......

تم میری روح کی آواز ہو
تم بہت خاص ہو
جستجو میں تھی تیری تمنا کب سے
اک خوشبو میں لپٹا راز ہو
تیری ہر بات پر دل دھڑک جاتا ہے
تم میری ذات کا آغاز ہو
تمہارے لفظ میری سوچ میں سمائے ہیں
روح کا دلفریب ساز ہو
تم بہت خاص ہو!
اک حقیقت بھرا اعجاز ہو
تم بہت خاص ہو!

گل لالہ آنکھیں بند کر کے اس کو سنتی رہی۔ برہان کے الفاظ اس کے دل پر نرم پھوار کی طرح برس رہے تھے۔

✦✦✦